عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | یکم تا ۷/ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۵ تا ۳۱/ مئی ۲۰۰۱ء | شمارہ نمبر ۱

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شعبہ تبلیغ کی ایک سالہ کارکردگی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی شہادت

حکومت پاکستان کا مجرمانہ تعجب خیز تساہل!

قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ناکام ثابت کردیا

صدر نشین بزم کائنات کا ظہور

عالمی مجلس تحفظ ختم
بوت کراچی کی
تبلیغی سرگرمیاں

Email:webmaster@khatme-nubuwwat.org

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

"جنات"

جنات کا وجود قرآن و حدیث سے ثابت ہے:

س:...... کیا جنات انسانی اجسام میں حلول ہوسکتے ہیں جب کہ جنات ناری مخلوق ہیں اور وہ آگ میں رہتے ہیں اور انسان خاکی مخلوق ہے، جس طرح انسان آگ میں نہیں رہ سکتا تو جنات کس طرح خاک میں رہ سکتے ہیں؟ بہت سے مفکرین اور ماہر نفسیات جنات کے وجود کے بارے میں اختلافات رکھتے ہیں اس لئے یہ مسئلہ توجہ طلب ہے۔

ج:...... جنات کا وجود تو برحق ہے۔ قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں ان کا ذکر بہت سی جگہ موجود ہے اور کسی جن کا انسان کو تکلیف پہنچانا بھی قرآن کریم، احادیث شریفہ نیز انسانی تجربات سے ثابت ہے، جو لوگ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں ان کی بات صحیح نہیں۔ باقی رہا جنات کا کسی آدمی میں حلول کرنا! سو اول تو وہ بغیر حلول کے بھی مسلط ہوسکتے ہیں پھر ان کے حلول کرنے میں کوئی استبعاد نہیں۔ ان کے آگ سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ وہ خود بھی آگ ہیں بلکہ آگ ان کے تخلیق پر غالب ہے جیسے انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے مگر وہ مٹی نہیں۔

اہل ایمان کو جنات کا وجود تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں۔

س:...... آج کل ہمارے یہاں جنات کے وجود کے بارے میں بحث چل رہی ہے اور اب تک اس سلسلہ میں مذہبی، سائنسی، منطقی اور عقلی نظریات سامنے آئے ہیں۔ یہ سب نظریات نوعیت کے اعتبار سے جدا جدا ہیں لہٰذا ماسوائے مذہبی نظریات کے دوسروں پر یقین یا غور کرنا بہت سی ذہنی کشمکشوں کو جنم دیتا ہے جبکہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا عقیدہ اپنے مذہبی نظریات پر ہی یقین کامل کرنے کا ہے۔ لہٰذا آپ براہ مہربانی قرآنی دلائل یا سچے اور حقیقی واقعات کی روشنی میں یا اگر احادیث کی روشنی میں جنوں کا وجود ثابت ہو تو اس بارے میں صحیح صورت حال اور نظریہ سامنے لائیں تاکہ لوگوں کے اذہان کو اس بارے میں پیدا ہوجانے والی کشمکش اور تذبذب سے نجات دلائی جاسکے۔

ج:...... قرآن کریم میں ۲۹ جگہ جنوں کا ذکر آیا ہے اور احادیث میں بھی بہت سے مقامات پر ان کا تذکرہ آیا ہے، اس لئے جو لوگ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں ان کو تو جنات کا وجود تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں اور جو لوگ اس کے منکر ہیں ان کے پاس نفی کی کوئی دلیل اس کے سوا نہیں کہ یہ مخلوق ان کی نظر سے اوجھل ہے۔

جنات کا انسان پر آنا حدیث سے ثابت ہے:

س:...... قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ کیا جن انسان پر آسکتا ہے؟ تو کیا کیا انسانی جسم میں حلول ہوسکتا ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے؟

ج:...... "آکام المرجان فی غرائب الاخبار والاحکام الجان" کے باب ۵۱ میں لکھا ہے کہ: بعض معتزلہ نے اس سے انکار کیا ہے لیکن امام اہلسنت ابوالحسن اشعریؒ نے مقالہ "اہل السنۃ والجماعۃ" میں اہلسنت کا یہ مسلک نقل کیا ہے کہ وہ جنات کے مریض کے بدن میں داخل ہونے کے قائل ہیں۔" اس کے بعد متعدد احادیث سے اس کا ثبوت دیا ہے۔

جنات کا آدمی پر مسلط ہوجانا:

س:...... کیا کسی انسان کے جسم میں کوئی جن داخل ہوکر اسے پریشان کرسکتا ہے؟ اگر نہیں کرسکتا تو پھر آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک شخص جس پر جن کا سایہ ہوتا ہے (لوگوں کے مطابق) وہ ایسی جگہ کی نشاندہی کرتا ہے جہاں وہ کبھی گیا نہیں ہوتا اور ایسی زبان بولتا ہے جو اس نے کبھی سیکھی نہیں یا پھر ایک اجنبی شخص کے پوچھنے پر اس کے ماضی کے بالکل صحیح حالات اور واقعات بتاتا ہے۔ اس نے قرآن شریف پڑھنا سیکھا ہی نہیں ہوتا مگر بڑی روانی سے تلاوت کرتا ہے آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟

ج:...... جنات کا آدمیوں پر مسلط ہونا ممکن ہے اور اس کے واقعات متواتر ہیں۔

ابلیس کی حقیقت کیا ہے:

س:...... سب سے پہلا سوال عرض ہے کہ ابلیس فرشتوں میں سے ہے یا جنات کی نسل سے، کیونکہ ہمارے ہاں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ابلیس اللہ کے فرشتوں میں سے تھا مگر حکم عدولی کی وجہ سے اللہ نے اسے اپنی بارگاہ سے نکال دیا جبکہ جہاں تک میرا خیال ہے ابلیس جنات میں سے ہے اور عبادت کی وجہ سے فرشتوں کے برابر کھڑا ہوگیا۔ مگر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے دھتکار دیا گیا۔

ج:...... قرآن مجید میں ہے کہ "کان من الجن" یعنی شیطان جنات میں سے تھا مگر کثرت عبادت کی وجہ سے فرشتوں میں شمار کیا جاتا تھا کہ تکبر کی وجہ سے مردود ہوا۔

http://www.khatme-nubuwwat.org.pk

ہفت روزہ ختم نبوۃ کراچی

یکم تا ۷ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۵ تا ۳۱ اگست ۲۰۰۱ء

جلد: ۲۰ شمارہ: ۱

ترجمان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا مفتی محمد جمیل خان

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت مولانا خواجہ خان محمد

سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی

بیادگار

- ☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- ☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- ☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- ☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
- ☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- ☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
- ☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- ☆ امام اہلسنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
- ☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- ☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت:

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلالپوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

☆..........☆..........☆

سرکولیشن منیجر: محمد انور، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر

قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ

ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ممالک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ ڈالر

یورپ، افریقہ ۷۰ ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۵ روپے، سالانہ ۲۵۰ روپے

ششماہی ۱۲۵ روپے

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ ۵۸۹۸ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

اس شمارہ میں

- اداریہ 4
- صدر نشین بزم کائنات کا ظہور .... (جناب پروفیسر جی ایم دارا) 6
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شعبہ تبلیغ کی ایک سالہ کارکردگی .... (مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی) 9
- توضیح و تشریح اسماء الحسنٰی .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 12
- قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کو ناکام ثابت کر دیا .... (پروفیسر منور احمد ملک) 13
- جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا منیر الدینؒ .... (قاری محمد مسلم غازی) 19
- تبصرۂ کتب 21
- اخبار ختم نبوت 23

لندن آفس

35 Stockwell Green,
London. SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ، ملتان

فون ۵۱۴۱۲۲، ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M. A. Jinnah Road, Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شہادت

حکومت پاکستان کا مجرمانہ تعجب خیز تساہل!

عالم اسلام کے عظیم مفکر، مقرر، مدبر، عظیم مصنف و دانشور، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ، سو سے زائد کتب کے مؤلف، روزنامہ جنگ ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کے معروف کالم نگار، مدیر ماہنامہ ”بینات“ کراچی ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی اور ماہنامہ ”لولاک“ کے ایڈیٹر، اقرأ روضۃ الاطفال سمیت سینکڑوں دینی مدارس کے سرپرست، علم ظاہر و باطن کے بے تاج بادشاہ، مرشد العلماء، آفتاب علم و آگہی، اندرون و بیرون متعدد دینی، علمی، دعوتی اداروں کے روح رواں، عہد ساز ہمہ گیر عبقری شخصیت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۸/مئی ۲۰۰۰ء کو بروز جمعرات صبح دس بجے درندہ صفت قاتلوں نے دن دیہاڑے، معروف ترین شاہراہ کے قریب انتہائی سفاکی سے شہید کر دیا تھا۔ آج حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کو ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ انتہائی صدمہ اور دکھ کی بات ہے کہ قیام و استحکام امن کی دعویدار حکومت ایک ممتاز عالم دین کو شہید کرنے والے درندہ صفت قاتلوں کو گرفتار کر کے عبرتناک سزا دینے میں ناکام رہی ہے، جو کہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حکومت پاکستان باطل قوتوں کے سامنے بے بس ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دل آویز اور مجموعہ محاسن شخصیت کی قیادت و سیادت سے نہ صرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہی یتیم ہوئی ہے پوری امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے:

بجھا چراغ اٹھی بزم کھل کے رو اٹھے دل
وہ گل ہے جنہیں عادت تھی مسکرانے کی

آج مسند شریعت و طریقت ویران، آسمان علم و معرفت آفتاب ضوفشاں سے محروم اور علماً اپنے محبوب قائد و مرشد کی محبتوں، الفتوں اور شفقتوں سے محروم ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم و عرفان کے امین اور عزم و استقامت کے کوہ گراں تھے۔ آپؒ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، علم و عمل، زہد فی الدنیا، معرفت الٰہی، ایثار و قربانی اور کسی بھی باطل سے نبرد آزما ہونے کا قابل تقلید بلند حوصلہ و ہمت رکھتے تھے۔

علم و فضل، فہم و فراست، عقل و تدبر اور سیادت و وجاہت میں آپ کی برتری عرب و عجم میں مسلم تھی۔ آپؒ کی ذات میں استغنا، بے نفسی کے ساتھ مخلوق خدا کی خیر خواہی اور نفع رسانی کے بھی اوصاف و کمالات اللہ رب العزت نے ودیعت فرمائے تھے۔ عبادات و معاملات اور

معاشرت وغیرہ کے انسانی اعمال کی صحیح صورتوں کی تعلیم اور حلال وحرام کے شعبہ میں آپؒ نے امت مسلمہ کی پوری پوری رہنمائی فرمائی۔ آپؒ کی معارف بکھیرتی زبان، بہار آفریں قلم، نورانی شکل وجاہت، سادگی وانکساری، پروقار چال ڈھال، تعلیم وتدریس، وعظ وتذکیر، صدق و اخلاص، اپنے اکابر واسلاف کے سچے تعلق اور والہانہ عشق کے تذکروں اور خالق ومالک کے حضور اپنی پرسوز دعاؤں اور آقا ومولا رسول آخرین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے گہرا عشق ووالہانہ محبت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''ختم نبوت'' کا تحفظ کے نصب العین کی پاسداری اور جنوں کی حد تک اس سے لگاؤ آپؒ کی ہمہ گیر عبقری شخصیت کے امتیازی پہلو تھے۔

حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ جیسی عظیم شخصیات کی صحبت نے آپؒ کو کندن بنادیا تھا۔

برصغیر پاک وہند میں انگریز نے وحدت امت مسلمہ اور افتراق بین المسلمین کو مفقود کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی سے دعویٰ نبوت کروایا۔ مرزا قادیانی نے عقیدۂ ختم نبوت پر شب خون مارا چنانچہ تاریخ کے تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے اکابرین امت نے ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے ابطال کے لئے سرفروشانہ جدوجہد کی ایک سنہری تاریخ رقم کی۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے لے کر مولانا محمد یوسف بنوریؒ تک، تحفظ ختم نبوت کی ایک ایمان پرور، جہاد آفرین حقائق افروز، سنہری اور قابل قدر وفخر تاریخ ہے۔ عصر حاضر میں آپؒ، ہمارے شیخ مخدوم العلماء حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم کے دست راست اور تاریخی روایات کے امین اور اس قافلہ حق کے کامیاب جرنیل تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ علاقے اگرچہ ۱۹۷۵ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت میں باضابطہ شمولیت اختیار کی ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور کردار ادا کیا اور شہادت تک آپؒ نے جو اس میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے وہ سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپؒ نے شعبہ نشرواشاعت کے تحت بیسیوں رسائل وکتب تالیف کرکے بلاشبہ لاکھوں کی تعداد میں قادیانیت کے فریب میں پھنسے ہوئے لوگوں کو دولت ایمان سے مالا مال کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت عقیدۂ ختم نبوت، رد قادیانیت، عیسائیت ویہودیت کے نصب العین پر لاکھوں رضاکار جانوں کا نذرانہ پیش کرنے میں شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے نقش قدم پر چلتے رہے گے اور تاقیام قیامت شہید ختم نبوت کے لاکھوں جاں نثاران حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، ملی، ملکی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے رہیں گے۔ دعوت وتبلیغ، تصوف اور طریقت کی راہیں بھی ان کی تعلیمات سے استفادہ کرتی رہیں گی۔

ملک عزیز پاکستان کی حکومت کا قاتلوں کی گرفتاری میں مجرمانہ تساہل تعجب خیز ہے، جو حکومت ایسی عظیم شخصیات کی جان کی حفاظت کرنے میں ناکام ہوجائے اسے ایک لمحہ بھی حکومت کرنے کا حق نہیں ہے۔ یہی عدل وانصاف کا تقاضا ہے؟

☆☆☆..................☆☆☆

تحریر: پروفیسر رجی ایم دارا

مراسلہ: محمد متین خالد

صدرنشین بزم کائنات کا ظہور

"عرب میں ہر قبیلہ کے لوگ جدا جدا رہا کرتے تھے، ملک ریگستان تھا اور علاقہ پہاڑی، بھاری قصبہ یا شہر ہونا تو درکنار، بڑی آبادی ہی ایک جگہ ہونی محال تھی، جہاں تھوڑا بہت پانی نظر آیا، سبزہ نے منہ دکھایا، وہیں بیٹھ گئے اور خیمے ڈیرے ڈال دیئے، اس جگہ اپنا ٹھکانا بنالیا، یہی روش مکہ والوں کی تھی اور یہی رویہ گردونواح کے لوگوں کا تھا۔

مکہ میں کوئی راج راجہ نہ تھا، بڑے بڑے قبیلوں سے دس آدمی چن لئے جاتے تھے، وہی راج نیتی کا کام کرتے تھے اور انہی لوگوں میں سے خانہ کعبہ کے متولی بھی ہوا کرتے تھے، مدتوں یہی عمل درآمد رہا، اسی طریق پر وہ لوگ کاربند رہے۔

ایک دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا کہ غنیم نے باہر سے آکر مکہ پر ایک زبردست دھاوا کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا نے مردانہ وار مقابلہ کیا اور ایسا جان توڑ کر لڑے کہ دشمن کو شکست فاش ہوئی اور اسے بھاگتے ہی بنی، اس نمایاں کام کے صلہ میں لوگوں نے اس بزرگ کو سردار مکہ مقرر کردیا اور یہ عہدہ سرداری میراث میں دے دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی عمر کا چوبیسواں سال تھا جب بی بی آمنہؓ سے ان کی مناکحت ہوئی۔ آغاز مسرت ہوا ہی تھا کہ اختتام خوشی بھی ساتھ ہی شروع ہوگیا۔ یک لخت کوہ غم آمنہؓ کے سر پہ آٹوٹا، عبداللہ تجارت کے لئے سفر کو گئے تھے، واپسی پر جب مدینہ پہنچے تو بیمار ہوگئے، پیغام اجل آ پہنچا اور روح پرواز کرگئی۔ ابھی عمر کا پچیسواں سال بھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ قضا وقدر نے آپ کی زندگی کا خاتمہ کردیا۔ بی بی آمنہؓ کا نخل مراد ابھی بارور ہوا ہی تھا کہ یہ باغبان چمن عالم سے رخصت ہوگیا۔ عبداللہ کو وہ نونہال دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا جسے جگت کو نہال کرنا تھا۔

جو رنج وصدمہ شوہر کی وفات سے بی بی کے دل پر گزرا، اس کا تو کیا ٹھکانہ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی جو جانکاہ حالت تھی وہ تو حد بیان سے باہر ہے۔ ادھر سو سال کی عمر، ادھر سب سے چھوٹے لخت جگر اور سب سے پیارے سپوت کا عین عالم شباب میں رحلت کرجانا، خدا امان دے اور دشمن کو بھی اس صدمہ سے محفوظ رکھے۔

بزرگ عبدالمطلب بیٹے کے دردوفات سے بے بس وبے قرار ہوجاتے اور بار بار یہی کلمہ زبان پر لاتے:

"اے راحت جان کیا میں نے تجھے اسی لئے پالا پوسا تھا کہ تو خود تو چل بسے اور اس بڑھاپے میں دکھڑوں کا ورثہ باپ کے لئے چھوڑتا جائے۔ اے اجل! جو تو نے میرے دن اس دنیا پر کاٹ دیئے ہوتے تو میں آج اس عذاب زندگی سے بچ گیا ہوتا۔"

ادھر بے کسی اور بے بسی کا یہ عالم تھا، ادھر فرشتہ غیب ندا دے رہا تھا کہ:

"اے ہمت کے بیٹے! اور حوصلہ کے پست! اس وسعت خیال کے میدان میں تو اس تنگ خیالی سے کام نہ لے اور عقل کی باگ ہاتھ سے نہ دے۔ جس نصیب سے تو بہرہ ور ہے، اس کی تجھے کیا خبر، بھگوان نے جو بھاگ تیرے لئے لکھے ہیں ان کا تجھے کیا علم؟ کہاں ہے تیرا دھیان اور تو ہے کس سوچ میں؟ ذرا ہوش کی لے اور عقل کی آنکھ کھول، جس یتیم کو مکہ کے پریم نگر میں اپنی چھب دکھلانی ہے، وہ ابھی تیری آغوش الفت میں آکر نہیں بیٹھا...... جس شمع کو اپنی اچنبہ روشنی سے عرب کا اندھیرا، اجالا کردینا ہے، وہ ابھی روشن نہیں ہوئی...... جس چندرما کو بھارت میں چودھویں کا چاند بن کر چمکنا ہے، وہ ابھی نہیں نکلا...... جس مہر انور کو اپنے نور سے عالم کو بقعہ نور بنا دینا ہے، وہ ابھی نمودار نہیں ہوا...... جس موذن کی آواز کو عرب کے کھنڈروں سے نکل کر ہمالہ کی چوٹیوں پر جا گونجنا ہے، وہ ابھی منبر پر نہیں چڑھا...... جس نامور کو تیرا نام نامی شہرہ بہ شہر رشک عالم بنانا ہے، وہ شہرۂ آفاق ابھی تیرے ہاں پیدا نہیں ہوا؟"

ابھی یہ الفاظ اس فرشتہ کی زبان ہی پر تھے کہ:

یکا یک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہؓ سے ہویدا
دعائے خلیلؑ و نوید مسیحاؑ

سورۂ بقرہ کے رکوع چودہ میں رقم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی تھی کہ: "اے خدا! مکہ والوں میں ایک نبی انہیں میں سے بھیج۔" ایسا ہی سورۂ صف کے پہلے رکوع میں بھی مندرج ہے اور انجیل یوحنا کے سولھویں باب میں بھی مرقوم ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا، نام اس کا احمد ہوگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی کہا ہے کہ: "میں اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔"

آخر وہ نیک ساعت آئی، جس کا اشارہ ہوچکا تھا۔ لگا وہ شبہ لگن جس کی منتظر ایک خلق خدا تھی۔ چڑھا وہ سورج بھگوان، جس کی سنہری کرنوں سے مشرق میں جگمگ ہونے لگی، نکلا وہ چودھویں کا چاند جس کی چاندنی سے مغرب کی تاریکی شعاع نور

بن گئی۔ خدا کا نور ایک خاکی پیرہن زیب تن کیے، بزم عالم میں جلوہ گر ہوا:

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

بی بی آمنہؓ کے ہاں پوت ہوا، پوت وہ سپوت کہ جس کی آمد سے عرش و فرش پر اس کی مہمان نوازی ہونے لگی۔

بھلا کا باسی من موہن جب فرش پہ آیو آن میں
تب کا سے کہوں میں اے سکھی جو دھوم مچی کون و مکان میں
سب حور و ملائک جن و بشر، ساتوں ہی فلک اور سارے ہی
تھی صل علیٰ کی دھوم مچی آتی تھی صدا یہی کان میں

صانع نے اپنی صنعت کے بارہا کرشمے دکھائے۔ گوناگوں شمع رو بنائے اور عجیب و غریب ماہ رو دکھلائے مگر ذات حق نے اب کے وہ کام خوبی بتائی جہاں سے عالم بھر کے خوباں نے اپنی اپنی ملاحت پائی:

جب حسن ازل پردۂ امکان میں آیا
ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان میں آیا
حرمت سے ملائک نے اسے سجدہ کیا ہے
جس وقت کہ وہ صورت انسان میں آیا
گل ہے وہی، سنبل ہے وہی، نرگس حیران
اپنے ہی تماشا کو گلستان میں آیا
قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے
ہر تار میں بولا وہ ہر اک تان میں آیا
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہی آیت قرآن میں آیا

جب پوتے کی پیدائش کی خبر بزرگ عبدالمطلب نے سنی تو مارے خوشی کے مسرت کے آنسوان کی آنکھوں سے بہ نکلے۔ بیٹے کی جدائی کا زخم، پوتے کی ولادت کے مرہم سے بھر گیا۔ غم کی جگہ مسرت نے لی اور دل میں امنگوں اور آرزوؤں نے ہجوم کیا۔

اس خوشی میں دادا نے جگہ جگہ مجلسیں کیں، گھر گھر جشن کیے، بن دان دیے، بوڑھے دادا کو اپنا مرحوم بیٹا پھر دوبارہ نظر آنے لگا، ان کے لئے تو گویا عبداللہ نے از سر نو جنم لیا، انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ اس سرور کائنات نے جنم لیا ہے جس کے نام کا ڈنکا چاروں اطراف عالم میں بجے گا اور جس کا جھنڈا میدان ہستی پر اتنی مضبوطی سے گڑھے گا کہ نہ اسے مشرق کی ہوا گرا سکے گی اور نہ مغرب کی تیز و تند آندھی متزلزل کر سکے گی۔ ادھر ماں کی یہ کیفیت تھی کہ کہاں تو ہر وقت دامن آنسوؤں سے بھرا رہتا تھا، اٹھتے بیٹھتے، جاگتے سوتے آہیں بھرا کرتی تھیں اور کہاں اب یہ عالم کہ ہر غم مبدل بہ راحت ہو گیا، دنیا سے از سر نو وابستگی پیدا ہو گئی اور عالم سے ٹوٹا ہوا رشتہ پھر بندھ گیا۔

وہ احمدؐ جس کی آمد کی بشارت بی بی آمنہ کو فرشتہ نے خواب میں دی تھی، اب وہ نور مجسم بن کر آنکھوں کے سامنے تھا۔ بھولی پیاری ننھی سی صورت، جس کسی نے اس کے لب لعلیں و چشم جادو دیکھے، حیرت حسن کے سکتے میں رہ گیا:

اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری
ہر چند وصفت می کنم در حسن زان بالاتری
تو از پری چابکتری وز برگ گل نازک تری
وز ہر چہ گویم بہتری حقا عجائب دلبری
آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری
تا نقش می بند فلک کس را نداد ایں تمک
حوری نہ دانم یا ملک فرزند آدم یا پری
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری

(یوں) ایک صاحب کمال آیا، جس نے جلوۂ حق دکھایا، جس کسی نے اسے پریم کی آنکھوں سے دیکھا، اس کی تمنا زندگی پوری ہو گئی، جس کی نگاہ شوق اس پر پڑی، اسے منہ مانگی مراد مل گئی۔ جس بشر کو اس من موہن نے اپنا درشن دیا، اس کے جنم بھر کا پاپ کٹ گیا:

آناں کہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

(ترجمہ: وہ جو خاک کو ایک نظر سے کیمیا بنا دیتے ہیں، ممکن ہے وہ ہم پر بھی نظر التفات فرمائیں۔)

اے عرب کیا ہی عجب ہوں گے تیرے بھاگ، جو تو نے نور خدا اپنی آنکھوں دیکھا، کیا ہی اچھے ہوں گے تیرے بخت جو تو نے حبیب خدا کے اپنی آنکھوں درشن کیے۔

اے ولایت عرب! اے بن اور بیابان کے باس، اے درندوں، چرندوں کی بھوم، اے چوروں ڈاکوؤں کے ماوٰی، اے رہزنوں اور لٹیروں کے مسکن، اے اجڈ گنواروں کے ٹھکانے، اے ازلی بادہ نوشوں کے خم خانے، اے وحشی عرب! تجھ میں بھرے تھے دنیا کے بدکار اور جگت کے مکار، نام نہاد کے انسان، مگر کرتوت کے شیطان تھے:

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
فسادوں میں کٹتا تھا ان کا زمانہ
ہر اک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک جیسے

اے سرزمین عرب، آج وہ دن ہے کہ تیرا نام ورد زبان جہاں ہے اور خلق خدا تیرا ذکر خیر کرتی ہے۔ کون آنکھ ہے جو تیرے درشن کو نہیں ترستی، وہ کون دل ہے جو تیری دید کی [illegible] رکھتا، وہ کون ملک ہے جس نے تیرے شاہ کا سکہ نہیں مانا اور وہ کون فرمانروا ہے جس نے تیری حشمت اور دبدبہ کو نہیں جانا۔ اے خطہ عرب تو نے اب پرانا جامہ اتارا، تو نے نیا اوتار دھارا، اے عرب تو نے نیا جنم پایا کیونکہ تجھے رسول خدا احمدؐ آیا۔ اے عرب! رب کے رنگ نیارے ہیں، داتا جسے چاہے دے دے، ورنہ تیرے ہاتھ آئے یہ دولت محمدی تجھے نصیب ہو یہ جمال احمدی!

اے ہمالہ کی بلند چوٹیو، تم ہی کچھ کہو! سینکڑوں رشیوں نے تمہاری شفقت اور پیار کی گود میں نواس کیے۔ صدہا جوگیوں نے تمہارے پہلوئے محبت میں جوگ کمائے، ہزاروں تپسیوں نے تمہاری آغوش الفت میں تپ دھارے، لاکھوں گوروؤں سدھوں نے تمہارے ہاں چرن کنول ڈالے۔

اے کوہ جمال! اگر سچ کہنا، کہیں دیکھا ہے تو نے وہ مکہ کا راج دلارا، کہیں نظر پڑا ہے تجھے بھی وہ مدینہ کا پیارا۔

اے تاجدار عرب! کہتے ہیں تیری پریت کی جوت جس من میں جگی، وہ بجھائے نہ بجھی، جس آنکھ پر تیری نگاہ پڑی وہ پھر تیری ہی ہو رہی:

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
بہتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی
ذات پاک تو دریں ملک عرب کرد ظہور
زاں سبب آمدہ قرآن بزبان عربی
گل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زاں شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی
بردر فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و ہندی یمنی و حلبی
ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حدی گزرد تشنہ لبی
شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت
بہ مقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

شعر نمبر ۱: اے قریشی، ہاشمی اور مطلبی لقب پانے والے اپنی رحمت کی آنکھ کھول اور مجھ پر نظر فرما۔

شعر نمبر ۲: میں دل سے تہی وجود تیرا حسن دیکھ کر ورطۂ حیرت میں پڑ گیا ہوں، اللہ اللہ! کیا حسن و جمال ہے کہ حیرت کی دسترس میں بھی نہیں۔

شعر نمبر ۳: بنی نوع انسان کو بڑی عظمت سے کوئی نسبت نہیں ہے تو کسی قدر اعلیٰ نسب ہے بلکہ آدم اور جمیع عالم سے برتر و فائق ہے۔

شعر نمبر ۴: میں نے اپنی نسبت آپ کے کتے کے ساتھ کی ہے، میں از حد شرمسار ہوں، اس لئے کہ خود کو تیرے کتے سے منسوب کرنے سے سوئے ادب کا ارتکاب ہوا ہے۔

شعر نمبر ۵: تیری ذات پاک نے اس ملک عرب میں ورود فرمایا، اسی لئے حق تعالیٰ نے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل فرمایا۔

شعر نمبر ۶: آپ کی ذات لطیف کی وجہ سے مدینہ منورہ کا گلستان سدا ہرا بھرا ہے، اسی لئے اس کی شیریں لذت زمانے بھر میں مشہور ہے۔

شعر نمبر ۷: آپ کے آستانہ فیض پر رومی، طوسی، ہندی، یمنی، اور حلبی ادب و انکسار کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔

شعر نمبر ۸: ہمارے ہونٹ تو پیاسے ہیں اور آپ آب حیات ہیں، کرم فرمایئے کہ ہماری پیاس حد سے گزرتی جارہی ہے۔

شعر نمبر ۹: معراج کی رات آپ کا ارتقائی مقام افلاک سے بھی بلند ہو گیا، اس مقام تک بلند ہو کر جہاں کوئی نبی نہیں پہنچ سکا۔

شعر نمبر ۱۰: اے میرے سردار، میرے محبوب اور دل کے حکیم، قدسی آپ کے آستانے پر بغرض علاج حاضر ہوا ہے۔"

تحریر: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

شعبہ تبلیغ کی ایک سالہ کارکردگی

یکم صفر المظفر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۹/اپریل ۲۰۰۱ء بروز جمعرات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا اجلاس حضرت امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی صدارت میں دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوا، جس میں دیگر معاملات کے علاوہ تبلیغی تنظیمی رپورٹ پیش کی گئی، جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

ختم نبوت کانفرنسیں:

مجلس کے دستور کے مطابق گزشتہ سال مرکزی سہ سالہ انتخابات ہوئے، اس کے لئے اندرون و بیرون ملک پچاس کانفرنسیں ہوئیں اور محرم سے ربیع الاول کے اختتام تک کانفرنسوں اور کورسز کے بجائے ممبر سازی کا فیصلہ کیا گیا، اور طے ہوا کہ تمام مبلغین آئندہ تین ماہ میں اپنے اپنے علاقوں میں ممبر سازی اور جماعتوں کی تشکیل پر محنت کریں، چنانچہ ممبر سازی کے لئے درج ذیل حلقے ترتیب دیئے گئے:

(۱) قاضی احسان احمد، مفتی خالد میر (اسلام آباد اور آزاد کشمیر)

(۲) مولانا فقیر اللہ اختر، حافظ محمد ثاقب (گوجرانوالہ، حافظ آباد، سیالکوٹ)

(۳) مولانا محمد طیب فاروقی (گجرات، منڈی بہاؤالدین، جہلم کے اضلاع)

(۴) مولانا محمد اسمٰعیل، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی (لاہور، شیخوپورہ کے اضلاع)

(۵) مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا عارف ندیم (نارووال، اوکاڑہ، قصور کے اضلاع)

(۶) مولانا عبدالحکیم نعمانی (ساہیوال، خانیوال، پاکپتن، وہاڑی)

(۷) مولانا محمد قاسم رحمانی، (ضلع بہاولنگر)

(۸) مولانا خدا بخش (ضلع پاکپتن، وہاڑی، خانیوال) مولانا عبدالحکیم نعمانی کی سرپرستی کی اور ضلع ملتان کی تحصیلوں شجاع آباد اور جلالپور کا انتخاب کرایا۔

(۹) مولانا غلام مصطفیٰ، مولانا محمد اختر نے سرگودہا، خوشاب، میانوالی اور بھکر کے اضلاع میں ممبر سازی اور انتخاب کرائے۔

(۱۰) مولانا بشیر احمد صاحب سکھر، جیکب آباد، شکارپور، مولانا محمد حسین ناصر کے ساتھ اور ڈیرہ غازی خان مولانا امام الدین نے انتخاب کرائے۔

(۱۱) مولانا محمد اسحٰق ساقی نے ضلع بہاولپور میں رکن اور تنظیم سازی کی۔

(۱۲) حافظ احمد بخش صاحب، ضلع رحیم یار خان میں ممبر سازی اور انتخابات کرائے۔

(۱۳) مولانا خان محمد جمالی، (خیرپور میرس، نوابشاہ، سانگھڑ، نوشہرو فیروز میں جماعتی تشکیل کی)۔

(۱۴) مولانا راشد مدنی (ٹنڈو آدم، ٹنڈو الہ یار، ٹنڈو غلام محمد میرپور خاص)

(۱۵) مولانا محمد نذر عثمانی (حیدرآباد ضلع دادو)

(۱۶) مولانا محمد علی صدیقی (کولاچی، عمرکوٹ، ٹھٹھی کے اضلاع)

(۱۷) مولانا عبدالعزیز صاحب (صوبہ بلوچستان)

(۱۸) مولانا غلام حسین جھنگوی، (فیصل آباد، جھنگ، ٹوبہ کے اضلاع)

چنانچہ تمام مبلغین ختم نبوت نے تین ماہ تک بھرپور محنت کرکے ممبر سازی کی اور مقامی جماعتوں کی تشکیل اور مرکزی نمائندوں کا انتخاب کرایا۔

۲۹/۳۰/ربیع الاول ۱۴۲۱ھ کو سہ ماہی میٹنگ ہوئی جس میں مندرجہ ذیل پروگرام ترتیب دیئے گئے اور کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔

ماہ مارچ ۲۰۰۰ء:

رپورٹ ختم نبوت کانفرنسیں جو ۱۴۲۱ھ میں منعقد کی گئیں:

۵/مارچ مدنی مسجد جھڈو سندھ، خطاب مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ۔

۹/مارچ چیچہ وطنی خطاب مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالحکیم۔

۲۶/مارچ ختم نبوت کنونشن خانیوال خطاب مولانا اللہ وسایا، مولانا خدا بخش، محمد اسمٰعیل شجاع آبادی۔

ماہ مئی ۲۰۰۰ء:

۶/مئی ملتان ختم نبوت کانفرنس جو بفضلہ تعالیٰ بہت ہی کامیاب کانفرنس تھی۔

۱۸/مئی کو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کو کراچی میں شہید کردیا گیا۔ مجلس نے ملک بھر میں احتجاجی جلسے منعقد کئے اور حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کیا۔

۱۹/مئی پشاور، ۲۲/مئی کوٹری، ۲۳/مئی میرپور خاص (ان پروگراموں میں مقامی مبلغین نے خطاب فرمائے۔)

۲۳/مئی گوجرانوالہ میں کانفرنس حافظ حسین

احمد اور مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

۲۸/مئی لاہور میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی یاد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔

ماہ جون ۲۰۰۰ء:

یکم جون بدوملہی ناروول میں مولانا اللہ وسایا، مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کیا۔

۲/جون گجرات مولانا محمد اسمٰعیل، مولانا محمد طیب، مولانا فقیر اللہ اختر نے خطاب کیا۔

۴/جون حافظ آباد حضرت الامیر مدظلہم کی صدارت میں مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

۴/جون کھوبھٹی سیالکوٹ میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آباد مولانا فقیر اللہ اختر نے خطاب کیا۔

۲۵/جون ڈیریانوالہ ناروول مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی اور فقیر اللہ اختر نے خطاب کیا۔

۲۵/جون مخدوم پور پہوڑاں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے خطاب فرمایا۔

۲۹/جون چیچہ وطنی ختم نبوت کانفرنس حضرت الامیر مدظلہ کی صدارت میں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسمٰعیل سمیت دیگر مبلغین نے خطاب کیا۔

ماہ جولائی ۲۰۰۰ء:

۵/جولائی سانگلہ ہل مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

۱۹/جولائی حیدرآباد زیر صدارت حضرت اقدس نے فرمائی خطاب مفتی محمد جمیل خان صاحب مدظلہ وغیرہ نے خطاب فرمایا۔

۲۲/جولائی
۲۳/جولائی
۲۸/جولائی
۲۹/جولائی
۳۰/جولائی

کانفرنسیں منعقد ہوئیں جن حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، حضرت مولانا منظور احمد الحسینی و دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔

۲۸/جولائی منڈی بہاؤالدین میں مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

ماہ اگست ۲۰۰۰ء:

۲۳/اگست سیالکوٹ میں عظیم الشان کانفرنس سے مولانا سمیع الحق، مولانا اللہ وسایا صاحب نے خطاب کیا۔

۲۸ تا ۳۱/اگست کو ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں کانفرنسیں منعقد ہوئیں جن میں مولانا اللہ وسایا، مولانا بشیر احمد، مولانا امام الدین قریشی نے خطاب کیا۔

ماہ ستمبر ۲۰۰۰ء:

یکم ستمبر لودھراں کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

۶/ستمبر نوشہرہ صدر صوبہ سرحد مولانا اللہ وسایا صاحب نے عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔

۷/ستمبر دن میں کوہاٹ، رات پشاور کانفرنسیں ہوئیں حضرت اقدس دامت برکاتہم نے صدارت کی اور مولانا اللہ وسایا، مولانا نور الحق نور نے خطاب کیا۔

۷/ستمبر کو یوں تو پورے ملک میں ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے حوالہ سے کانفرنسیں اور اجتماعات ہوئے لیکن پشاور اور لاہور میں عظیم کانفرنسیں ہوئیں۔

۷/ستمبر لاہور کانفرنسیں کی صدارت حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ نے فرمائی جبکہ اور علماء کرام کے علاوہ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

۸/ستمبر مانسہرہ، ۹/ستمبر بفہ مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

۱۶/ستمبر "بہاولپور" مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسمٰعیل کے علاوہ حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے خطاب کیا۔

۲۲/ستمبر "کوئٹہ کانفرنس" سے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب مدظلہ، مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، مولانا محمد اکرم طوفانی، محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

۲۳/ستمبر "مچھ" حضرت ناظم اعلیٰ، مولانا طوفانی اور مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

۲۴/ستمبر "مستونگ" مولانا طوفانی، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالعزیز جتوئی نے خطاب کیا۔

۲۵/ستمبر "لورالائی" مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسمٰعیل نے تقاریر کیں۔

۲۶/ستمبر "ژوب" مولانا محمد اسمٰعیل اور مولانا عبدالعزیز نے خطاب کیا۔

۲۷/ستمبر "قصور" دیگر علماء کرام کے علاوہ محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

۲۸/ستمبر "سرگودھا" مولانا مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا مفتی محمد جمیل خان، مولانا اللہ وسایا نے حضرت الامیر دامت برکاتہم کی صدارت میں خطاب کیے۔

۲۹/ستمبر "کوژی" مولانا احمد میاں حمادی، مولانا نذیر احمد تونسوی نے ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کیا۔

۳۰/ستمبر واں جنڈانوالہ ضلع بھکر میں کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

ماہ اکتوبر ۲۰۰۰ء:

اکتوبر میں چونکہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں منعقد ہوئی تمام مبلغین نے کانفرنس کے لئے ملک بھر کے دورے کئے اور ۱۲،۱۱/اکتوبر کو چناب نگر میں عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔

۲۲/اکتوبر بہاولنگر کانفرنس حضرت اقدس دامت برکاتہم نے صدارت فرمائی جبکہ مولانا اللہ

وسایا، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

۲۵/اکتوبر جامع مسجد اٹک میں کانفرنس مولانا اللہ وسایا صاحب و دیگر علماء کرام کی معیت میں خطاب کیا۔

۲۷/اکتوبر ٹنڈو آدم میں کانفرنس سے حضرت الامیر دامت برکاتہم کی صدارت میں مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی نے خطاب کیا۔

ماہ نومبر ۲۰۰۰ء:

یکم نومبر حضرت اقدس کی صدارت میں مولانا نور الحق نور، مولانا محمد اسمٰعیل، مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی وغیرہ نے خطاب کیا۔

یکم نومبر جتوئی ضلع مظفر گڑھ میں مولانا محمد لقمان علی پوری، مولانا اللہ وسایا، مولانا بشیر احمد نے خطاب کیا۔

۳/نومبر ریہ کانفرنس کی صدارت حضرت امیر مرکزیہ زید مجدہم نے فرمائی۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا خدا بخش، مولانا امام الدین قریشی نے خطاب کیا۔

۱۰/نومبر کو قصور حضرت ناظم اعلیٰ مدظلہ نے خطاب کیا۔

مندرجہ بالا پروگراموں کے علاوہ پورے ملک میں مقامی مبلغین نے سینکڑوں دروس قرآن و حدیث کے اجتماعات ہوئے اور تقریباً ہر روز بیسیوں مقامات پر مبلغین نے خطاب کیے۔

مرزائیت سے توبہ:

☆......عظیم کلہ بنوں میں ۱۰ قادیانیوں نے مرزائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا۔

☆......حافظ آباد میں ایک قادیانی نے مبلغ ختم نبوت حافظ عبدالوہاب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

☆......مباہلہ میں ہارنے والا ایک قادیانی پاگل ہو گیا۔

☆......قادیانی جماعت جھنڈو کے امیر نے فیملی سمیت اسلام قبول کیا۔

☆......کوٹ سبزل میں ۱۱ آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔

☆......جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی مولانا شیر محمد کے ہاتھ پر ایک قادیانی نے اسلام قبول کیا۔

☆......چک ۵۹ ایم بی چک ۲ ضلع خوشاب کیا تین عیسائی خاندانوں نے اسلام قبول کیا۔

☆......اوتھل جنوبی احمد آباد میں ایک قادیانی نے اسلام قبول کیا۔

☆......پشاور کے علاقہ بازید پور کے ایک قادیانی خاندان نے اسلام قبول کیا۔

☆......جرمنی میں تین قادیانی خاندانوں نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا۔

☆......چھنی قریشیاں چناب نگر میں ۱۸ افراد نے اسلام قبول کیا۔

☆......خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ کے قادیانی مشتاق احمد اور اس کے بیٹے ناصر احمد نے قادیانیت سے توبہ کی۔

☆......واجد احمد ولد عبدالمالک لاہوری مرزائی نے مفتی شیر محمد علوی کے ہاتھ پر لاہور میں اسلام قبول کیا۔

☆......مسماۃ آمنہ بنت محمد قدیر گلستان جوہر کراچی نے مولانا نذیر احمد تونسوی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

☆......گولارچی کے مستری محمد اکرم نے حافظ خلیق اللہ کی موجودگی میں قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔

☆......ہندوستان کے صوبہ کیرالا کی مشہور ادیبہ مادھوری کوٹی عرف کملا داس نے اسلام قبول کیا۔

☆......۱۵/اگست آفن باخ جرمنی میں محمد مالک قادیانی کے گھر مولانا منظور احمد الحسینی کا جلال شمس شاہد قادیانی سے مناظرہ ہوا، مولانا کے دلائل سے متاثر ہو کر محمد مالک اپنی فیملی سمیت مسلمان ہو گیا۔

☆......۲۸/اکتوبر بورکن جرمنی میں محمد اکرم ولد نصر اللہ جو پیدائشی قادیانی تھا، مسلمان ہوا۔

☆......آئی اینڈ ٹی سیکٹر جی G8/1 اسلام آباد کی فوزیہ شاہد نے اپنے شوہر کی موجودگی میں اسلام قبول کیا۔

فیصلے:

میرپور خاص کی خصوصی عدالت کے جج عبدالغفور میمن نے گوہر شاہی کو مختلف دفعات کے تحت ۹۲ سال کی سزا سنائی۔ اس کیس کے مدعی علامہ احمد میاں حمادی تھے۔

لاہور کی سیشن کورٹ عدالت نے یوسف کذاب کو سزائے موت، ایک لاکھ روپے جرمانہ کی سزا اور ۳۵ سال قید با مشقت کی قید سنائی۔ اس کیس میں مدعی محمد اسمٰعیل شجاع آبادی تھے۔

وزارت قانون نے وضاحت کی کہ قادیانیت سے متعلق دفعات برقرار ہیں۔

مجلس کی درخواست پر اے سی چنیوٹ نے ڈاور میں قادیانیوں کی ناجائز تعمیر شدہ عبادت گاہ کو گرادیا۔

لاہور ہائیکورٹ بہاولپور بینچ کے جج جناب جسٹس میاں نذیر اختر قادیانیوں کے خلاف ۳۵ صفحات پر مشتمل فیصلہ سنایا (مدعی مجلس تھی)

اوکاڑہ میں جھوٹے مدعی نبوت صوفی شعبان کے خلاف کیس اور گرفتاری ہوئی۔ یوسف کذاب کیس کے فیصلے کے بعد اس کے ایک چیلے نے مولانا محمد اسمٰعیل کے خلاف قذف کا کیس کیا، سیشن جج نے دفعہ ۳۰ کے مجسٹریٹ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ تفتیش کر کے رپورٹ کریں۔ چنانچہ متعلقہ مجسٹریٹ نے استغاثہ خارج کر کے اور مستغیث کے خلاف توہین عدالت کا کیس دائر کرنے کی سفارش کی۔

☆☆..............☆☆

توضیح و تشریح

اسمآ الحسنیٰ

تحریر: مولانا محمد اشرف کھوکھر

الجبار جل جلالہ: جبر سے ہے، جبار النخل، اتنی بلند کھجور کہ کسی کو اس پر چڑھنے کا حوصلہ و ہمت نہ ہو۔

اللہ رب العزت کا نام "الجبار" ان معانی میں بھی ہے کہ وہ ریڑھ کی ہڈی کی گرہوں کو پختگی دینے والا ہے، جبروت کا مطلب، قدرت، بزرگی، عظمت اور ہر طرح کی عظمت و بزرگی اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے۔ سورۂ ھود میں ارشاد ربانی ہے کہ:

"واتبعوا امر کل جبار عنید"

سورۂ ابراہیم میں ارشاد باری تعالیٰ:

"وخاب کل جبار عنید"

سورۂ مومن، مریم، سورۂ قصص، مائدہ، شعراء میں بھی یہی لفظ سرکش انسانوں کے لئے آیا ہے۔ چونکہ سرکش، سنگدل، بے رحم انسان ایسا بھی ہوا کرتے ہیں کہ مخلوق خدا پر ظلم کے سوا ان کی تخریبی صفت کو تسکین نہیں آتا۔ ماضی میں بڑے بڑے جابر حکمران آئے جنہوں نے مخلوق خدا پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے لیکن بالآخر اہل عالم کے لئے نشان عبرت بن گئے۔

عصر حاضر میں "جابر" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو دھاگہ بنانے والی یا کپڑا بنانے والی فیکٹری میں کام کرنے والی مخصوص آدمیوں کی "شفٹ" کو کنٹرول کرتا ہے۔ عام طور پر بڑی بڑی مونچھوں اور ڈراؤنی شکل والے کو "جابر" بنایا جاتا ہے جو قدرے سخت طبیعت کا مالک ہوتا ہے تاکہ وہ مزدوروں سے زیادہ سے زیادہ کام لے سکے۔ بعض "جابر" ان مزدوروں کا حق مارتے ہیں، جن کے خوبرو خوبصورت ہاتھوں سے پھول بھی خوشبو لیں:

مزدور کو مزدوری نہیں دیتے
دیتے ہیں تو پوری نہیں دیتے

ہمارا مشاہدہ ہے کہ آفتاب ایک مقررہ وقت پر طلوع وغروب ہوتا ہے۔ ماہتاب مقررہ وقت پر گھٹتا بڑھتا ہے۔ سمندر میں "مدوجزر" مقررہ وقت پر آتا ہے، موسم ایک مقررہ وقت پر بدلتے ہیں، کبھی ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ سورج وقت سے پہلے طلوع ہو جائے یا چاند مشرق و مغرب سے طلوع ہونے کی بجائے شمال یا جنوب سے طلوع ہو جائے، معلوم ہوا آفتاب و ماہتاب کو کسی "الجبار" نے اس کی حالت وضعی پر مجبور کر دیا ہے۔ زمین، سورج، چاند اور دیگر سیاروں کو اپنے اپنے مدار میں گھومنے پر اسی الجبار جل جلالہ نے مجبور کر رکھا ہے۔ اگر سیارے اپنی حالت وضعی بدل دیں تو جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں۔ افلاک کا ایک دوسرے میں مدغم نہ ہونا اور بڑے بڑے سیاروں زمین، مریخ، مشتری، زحل، یورینس، نیپچون، پلوٹو وغیرہ کا اپنے اپنے مدار میں چلنا، اسی الجبار کے جبر کی واضح گواہی ہے:

سورج بھی چاند سے مل نہ سکے رات آ نہ سکے دن سے پہلے
کیا خوب حساب رکھا ہے سیارہ کی رفتاروں میں

اللہ رب العزت نے تمام جانداروں کو ان کی فطرت کے مطابق ماحول مہیا فرمایا ہے۔ مثلاً مچھلی پانی سے باہر نکالا جائے تو مختصر مدت کے اندر مر جاتی ہے۔ پرندوں کو ان کی فطرت کے مطابق اعضاً جسمانی سے نوازا گیا ہے۔ ہلکا جسم اور کھوکھلی ہڈیاں اور کم وزن پر عطا فرمائے گئے ہیں تاکہ ہوا میں لذت پرواز اٹھا سکیں۔

دیگر جانداروں کو دیکھئے چیونٹی اپنی شکل و ہیت نہیں بدل سکتی، شیر اپنی شکل و ہیت بدل کر ہاتھی نہیں بن سکتا۔ انسان، جن نہیں بن سکتا، معلوم ہوا سارا عالم اسی الجبار جل جلالہ کے سامنے مجبور ہے اور اسی الجبار جل جلالہ کے قبضہ قدرت میں ہے۔ انسان نہ اپنی مرضی سے اس دنیا میں آیا ہے نہ اپنی مرضی سے جائے گا:

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

انسان، ایک قطرہ سے لے کر مضغۂ گوشت تک، پھر ماں کے پیٹ سے باہر آ کر بچہ، بچے سے جوان، جوانی سے بڑھاپے تک کے مراحل ایک دم طے کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ ان مراحل حیات کو طے کرنے میں مجبور ہے۔ وہ اپنے مراحل حیات کو بیک وقت گھٹا اور بڑھا نہیں سکتا ہے۔ معلوم ہوا یہ سب کچھ اسی "الجبار جل جلالہ" کے دست قدرت میں ہی ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے تقدیر کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے بہت ہی پیارا جواب دیا فرمایا: ایک پاؤں اٹھا لو، اس شخص نے ایسا ہی کیا، اب فرمایا دوسرا بھی اٹھا لو تو وہ ایسا نہ کر سکا، فرمایا: انسان اتنا ہی مجبور ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ انسان مراحل حیات کے طے کرنے میں تو مجبور محض ہے لیکن اعمال و کردار میں اللہ رب العزت نے کچھ مختار بنایا ہے، اسی لئے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں انسان کو مسئول فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے، ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

تحریر: پروفیسر منور احمد ملک، گوجر خان

قادیانیوں نے مرزا غلام احمد کو ناکام ثابت کر دیا

قادیانی جماعت اپنی تحریر و تقریر میں عوام الناس بالخصوص قادیانیوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کرتی ہے کہ:

”.....مرزا غلام احمد قادیانی ایسے دور میں دنیا میں آئے، جب لوگ اسلام سے دور جاچکے تھے، مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے، زمانہ جاہلیت ایک بار پھر بنی نوع انسان کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا، اور مسلمان کسی مسیحا کی تلاش میں تھے، اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی آئے تاکہ اصل اسلام کو پیش کرکے اسلام سے دور ہونے والے مسلمانوں کو ایک بار پھر اسلام کے قریب لائیں اور غیر مسلموں کو اسلام کا اصل چہرہ پیش کرکے اسلام کے خلاف ان کی غلط فہمیوں کو دور کرسکیں، عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے اسلام پر حملوں کا دفاع کرسکیں، مسلمانوں کی تربیت کرکے ان کو خدا کے قریب لائیں تاکہ دنیا میں مسلمان ایک سچے مسلمان کی طرح رہ کر معاشرہ میں پیدا ہونے والے بگاڑ کو دور کرسکیں، سب سے بڑھ کر یہ کہ توحید کا قیام یعنی لوگوں کو ایک خدا کی طرف لاکر دنیاوی بتوں کو توڑ دیا جائے......“

اب جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی دنیا میں آکر اپنی پوری کوشش کے ساتھ اپنے جوہر دکھا کر ایک جماعت کو وجود میں لائے، ایک سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد ان کے چار جانشین اسی جماعت میں اپنی پوری قوت، ہمت کے ساتھ اس کی تنظیم و ترقی میں اپنا کردار ادا کرچکے ہیں تو آیئے دیکھتے ہیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے؟ جو دعاوی انہوں نے کئے تھے کیا وہ پورے ہوئے؟ انہوں نے جو کہا تھا کہ اب اسلام کی ترقی ان کے ذریعہ ہوگی اور دنیا میں بہترین اسلامی معاشرہ اب ان کے دم سے وجود میں آئے گا، کیا ان کا یہ دعویٰ سچ ثابت ہوا؟ ایک ایسا آدمی جو مدعی نبوت ہو تو اس کے تمام دعاوی سچے ہوتے ہیں، اس کے دعاوی کو پرکھنے کے لئے دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ ”دیکھو اور انتظار کرو“ کے فارمولے کی بھی ضرورت ہوتی ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کے دور میں تو دلائل و براہین کی ضرورت تھی، مگر اب ”دیکھو اور انتظار کرو“ کے فارمولے کے مطابق پرکھا جائے گا کیونکہ وقت نے سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کردیا ہے۔

ایک سائنسدان علم فلکیات کے متعلق دعویٰ کرتا ہے کہ اتنے سال بعد فلاں وقت سورج گرہن ہوگا اور فلاں فلاں علاقے میں دیکھا جاسکے گا، اس کی وجہ سے دنیا کے فلاں علاقے میں طوفان آئیں گے، موسم تبدیل ہوجائے گا وغیرہ وغیرہ۔ اس سائنسدان کے دعویٰ کو لوگ اس کے علم اور تجربے کی بنیاد پر اہمیت دیں گے بعض کہیں گے کہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے، کیونکہ ہم جانتے ہیں یہ بڑا سائنسدان ہے، کچھ کہیں گے کہ باتیں تو ٹھیک نظر آتی ہیں، کچھ کہیں گے، ٹھیک ہے انتظار کرلیتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ اس کا دعویٰ کتنا سچا ہے۔ اب اگر مذکورہ عرصہ گزرنے کے بعد وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوتی تو تینوں گروپ (سب لوگ) اسے ناکام قرار دیں گے۔

آیئے اب جائزہ لیتے ہیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ اور خواہش کے مطابق قادیانیوں میں اسلامی رو پیدا ہوچکی ہے؟ کیا خالص اسلامی معاشرہ وجود میں آچکا ہے؟ کیا قادیانی عبادات و صدقات میں ”پرانے مسلمانوں“ سے نمایاں طور پر نظر آتے ہیں؟ کیا قادیانی اعمال صالح کے ”حسین نمونہ“ سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کررہے ہیں؟ آیئے دیکھتے ہیں کہ قادیانیوں نے اپنے عمل سے مرزا غلام احمد قادیانی کو کامیاب ثابت کیا یا ناکام ثابت کیا؟ سب سے پہلے عبادات کے حوالے سے جائزہ لیتے ہیں۔

نماز:

قرآن مجید میں سب سے زیادہ نماز پر زور دیا

گیا ہے۔ قادیانی جماعت بھی اس کو تسلیم کرتی ہے اور نماز کے متعلق تمام سربراہان جماعت نے خصوصی توجہ بھی دی ہے۔ تقریر وتحریر سے اس کی اہمیت کو واضح بھی کیا اور خاصا لٹریچر بھی اس کے متعلق چھاپا گیا ہے۔

اب اگر قادیانی افراد کے عمل کو دیکھیں تو بالکل الٹ نتیجہ سامنے آتا ہے۔ قادیانیوں میں عملی طور پر نماز کی بالکل اہمیت نہیں ہے۔ میں ضلع جہلم، چکوال، راولپنڈی اور تحصیل گوجر خان کی قادیانی جماعتوں کا نقشہ پیش کرسکتا ہوں جو میرے ذاتی مشاہدے پر مبنی ہے، بلکہ بہاولپور شہر کی جماعت کی نماز کے بارے میں حالت بیان کرسکتا ہوں۔ ان سب جماعتوں میں یہ حالت ہے کہ اگر جمعہ کی نماز میں ۵۰ افراد آتے ہیں (اس سے وہاں کی جماعت کی تعداد ظاہر کرنا مقصود ہے) تو صبح کی نماز میں دو، ظہر کی نماز میں دو، عصر کی نماز میں تین، مغرب کی نماز میں آٹھ اور عشاء کی نماز میں اوسطاً ۵ افراد آئیں گے۔ مگر شہری اور دیہاتی جماعتوں کی حالت میں فرق بھی ہے۔ شہری جماعتوں میں فجر، ظہر، عصر کے وقت عبادت گاہیں "تالے" کی زیر نگرانی رہیں گی۔ مغرب اور عشاء میں دو تین افراد ہوسکتے ہیں، دیہاتی مجالس میں قدرے بہتر حالت ہوگی، مغرب کی نماز میں بچوں کی وجہ سے تعداد زیادہ ہوسکتی ہے۔

اس کے مقابل پر عام مسلمانوں میں نماز کی حالت قادیانیوں کی نسبت بہت ہی اچھی ہے، جنہیں ہدایت دینے والے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو سال قبل آئے تھے۔ ان کی حالت یہ ہے کہ تمام مساجد پانچ وقت نمازیوں سے آباد رہتی ہیں۔ پانچوں وقت باجماعت نماز ہوتی ہے، نماز کے وقت کے قریب مسجدوں کے باہر بہت ایمان افروز نظارہ ہوتا ہے، لوگ کاروبار چھوڑ کر مسجد کی طرف دوڑ رہے ہوتے ہیں، اور مسجد میں جوق در جوق داخل ہورہے ہوتے ہیں۔

اگر کسی شہر میں مختلف دفاتر میں قادیانیوں کی تعداد کو لیں تو ظہر اور عصر کی نماز ان میں سے ایک بھی نہیں پڑھے گا، جبکہ عام مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ ہر دفتر میں باجماعت نماز ہوگی اور نماز کے وقفہ کو دفاتر خالی ہوجائیں گے۔ قادیانیوں کے "خاص لوگوں" کا بھی ذرا حال پڑھئے:

اگر قادیانی جماعت کی کسی بھی تنظیم کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہورہا ہو (میں نوجوانوں کی تنظیم خدام الاحمدیہ کی مجالس عاملہ کے کردار کا عینی شاہد ہوں) بے شک ضلعی یا علاقائی مجلس عاملہ کا اجلاس ہو (ظاہر ہے اس میں قادیانی جماعت کی کریم شامل ہوگی)۔ عصر کی نماز کے بعد اجلاس شروع ہوا، مغرب کی نماز کا وقت گزر گیا، عشاء سے قبل اجلاس ختم ہوا، اگر تو اجلاس عبادت گاہ میں نہیں ہورہا، کسی کے گھر یا دفتر میں ہے تو یقینی بات ہے کہ اجلاس برخاست ہونے کے بعد تمام ممبران خاموشی سے گھروں کو چلے جائیں گے، نہ باجماعت نماز ہوگی اور نہ ہی فرداً فرداً پڑھیں گے، اور اگر یہ اجلاس عبادت گاہ میں ہورہا ہے تو ممکن ہے نماز کھڑی ہونے پر کوئی ان کو "ڈسٹرب" کردے کہ نماز شروع ہونے والی ہے آجایئے، تو پھر ممبران بادل نخواستہ اس میں شامل ہوجائیں گے۔

اگر کوئی ڈسٹرب نہیں کرتا تو اجلاس جاری رہے گا، اگر کوئی ممبر کہہ دے گا کہ نماز پڑھ لیتے ہیں تو فوراً جواب ملے گا کہ عشاء کے ساتھ "جمع" کرلیں گے۔ گویا عبادت گاہ میں بیٹھ کر بھی بروقت نماز نہیں پڑھیں گے، اب اگر اجلاس عشاء سے پہلے ختم ہوجاتا ہے تو ممبران بغیر نماز پڑھے چلے جائیں گے، اگر عشاء کے قریب ختم ہوا ہے تو ممبران صرف تین فرض پڑھ کر مغرب کو "فارغ" کردیں گے اور پھر عشاء کے چار فرض اور تین وتر ادا کرکے "فارغ" ہوجائیں گے۔ یہ سودا ہر قادیانی کو منظور ہے، مغرب کو خود "مس" کریں گے اور عشاء کے ساتھ ملاکر (جمع کرکے) سنتوں اور نفلوں کو جھاڑ کر وزن کم کرلیں گے۔

جہاں تک ممبران عاملہ کے انفرادی کردار (نماز کے حوالے سے) کا تعلق ہے ان کے لیڈر، قائد نماز سے خاصے "الرجک" ہوتے ہیں، ایسے قائد شہرو ضلع میں بھی دیکھے ہیں جو کبھی عبادت گاہ میں آتے بھی نہیں اور اگر افسران بالا تک یہ بات پہنچے بھی تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے، گویا جماعت کی بالا قیادت بھی نماز کا نہ پڑھنا برا نہیں مانتی، بلکہ بے نمازی کی حمایت کرتی ہے۔

جماعت میں نماز جمع کرنے کا عام رواج ہے، جو نہ صرف نمازوں میں عدم دلچسپی کا ثبوت ہے بلکہ نمازوں کے ساتھ مذاق کے مترادف ہے۔ ایک قادیانی کسی دفتر میں ملازم ہے اولاً تو وہ ظہر، عصر، مغرب کی نماز پڑھے گا ہی نہیں۔ اگر کسی کے کہنے پر ظہر اور عصر کی پڑھے گا تو یقیناً اور لازماً وہ دونوں نمازوں کو جمع کرے گا اور یوں چار چار فرض پڑھ کر وہ اس "بوجھ" کو اتارے گا۔

قادیانیوں میں نماز کے التزام میں مذاق ہی مذاق نظر آتا ہے، نہ نمازوں میں باقاعدگی، نہ نمازیں بروقت ادا کرنے کی کوشش، نہ نمازوں میں سنتوں اور نفلوں کو ادا کرنے پر توجہ، نہ وضو کے بارے میں سنجیدہ، سردی ہے تو چلتے چلتے دیوار پر ہاتھ مارا اور منہ پر پھیر کر تیمم کرلیا، وضو کرتے وقت پاؤں پر جرابوں پر ہاتھ پھیر کر فارغ تین دن تک یعنی ۱۵ نمازوں تک مسلسل پاؤں دھوئے بغیر جرابوں پر "مسح" کرنا جائز سمجھتے ہیں، اور خاص حالات میں سات دن تک، گویا وضو

سے لے کر نماز کے اختتام تک سارا عمل "عزری اسٹائل" ہوگا۔ جبکہ عام مسلمان جن کی بے دینی اور بے عملی کے بارے میں جماعت کا لٹریچر بھرا ہے، ان کی یہ حالت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہو کر چاہے بھی سردی ہو، کوٹ، سوئٹر اور جرابیں اتاریں گے، ٹھنڈا یا گرم پانی جو بھی دستیاب ہو، اسی سے مکمل وضو کریں گے، باجماعت نماز کے لئے "رش" کریں گے، باجماعت نماز ادا کر کے پوری سنتیں اور نوافل ادا کریں گے، دفاتر میں ملازم افراد کی اکثریت ظہر اور عصر کی نماز ادا کرے گی، جمع نہیں کرے گی، بلکہ "تفریق" رکھے گی۔

قادیانی جب باجماعت نماز ادا کرتے ہیں تو نماز کے بعد سنتیں پڑھنے کے بعد فوراً بھاگتے ہیں، کسی بھی مرحلے پر دعا نہیں کی جاتی، جبکہ عام مسلمان نماز شروع کرنے کے بعد دعاؤں میں مشغول ہو جاتے، فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا۔ اس سے پہلے درود شریف کا ورد ہوگا پھر دعا شروع ہوگی۔ سنتوں کے بعد انفرادی دعا، مسجد میں امام کی طرف سے اجتماعی دعا (بطور خاص نماز جمعہ کے بعد) اور پھر ہر دعا میں امام کی طرف سے عام فہم دعائیں بلند آواز میں، جس میں روزمرہ کی ضروریات، قومی اور ملکی مسائل، عالم اسلام کو درپیش مسائل اور غریبوں اور بیماروں کے لئے خصوصی دعائیں شامل ہوں گی۔ قادیانیوں میں ان باتوں کا تصور بھی نہیں ضلع جہلم، چکوال، راولپنڈی، اسلام آباد اور بہاولپور کی مسلمان آبادی اپنے علاقوں میں موجود قادیانی جماعت کے بارے میں کسی طرح بھی یہ نہیں کہہ سکتی کہ قادیانی نمازوں میں بہتر ہیں اور کوئی قادیانی جماعت اپنے قریب بسنے والے مسلمانوں کی نسبت اپنے آپ کو نمازوں میں بہتر ثابت نہیں کر سکتی۔

یہ ان دو گروپوں کا موازنہ تھا جن میں سے ایک کو گائیڈ کرنے والے یا تربیت کرنے والے، چودہ سو سال پہلے آئے تھے اور دوسرے کو گائیڈ، تربیت کرنے والا ایک سو سال پہلے آیا تھا بلکہ ابھی "خلافت" (بقول قادیانی) قائم ہے۔ بلکہ اس دوسرے گروپ کو دونوں راہبر ملے، چودہ سو سال پہلے گزرنے والے رہنما کی رہنمائی بھی ملی، دوسرے عام مسلمانوں کی طرح اور بعد میں ایک سو سال سے مسلسل تربیت مل رہی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت کی کتنی تربیت کر سکے، ان میں کتنا دینی جذبہ پیدا کر سکے یا ان کو خالص مسلمان اور مومن بنا سکے فیصلہ خود کیجئے۔

روزہ:

اسلامی عبادات میں ایک اور اہم عبادت روزہ ہے۔ جس کے بارے میں قرآن مجید میں بار بار حکم آیا ہے۔ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں نماز کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں میں روزہ کی کیا اہمیت ہے؟ یا مرزا غلام احمد قادیانی اپنی جماعت میں روزہ کے بارے میں کتنی بیداری پیدا کر سکے۔

قادیانی جماعت میں روزہ کے ساتھ "عزری اسٹائل" سلوک کیا جاتا ہے۔ قادیانی لٹریچر میں موجود ہے کہ ایک آدمی کسی دوسرے گاؤں سے پیدل چل کر یا تانگے پر مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس آیا۔ روزہ رکھا ہوا تھا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کھانے والی کوئی چیز منگوا کر روزہ کھلوا دیا اور کہا کہ سفر میں روزہ رکھنا مناسب نہیں، اگر کسی کے کان میں درد، یا دانت میں درد ہوا تو روزہ کھلوا دیا کہ بیماری میں روزہ جائز نہیں، بلکہ بعض دفعہ لوگوں نے سوال کیا کہ روزہ کی حالت میں اگر فلاں تکلیف ہو (کوئی معمولی سی) تو کیا کرنا چاہئے؟ تو کہا کہ سوال ہی غلط ہے، بیماری میں تو روزہ جائز ہی نہیں۔ اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے کن حالات میں اور کس ماحول میں بات کی، کتنے سفر پر روزہ کی چھوٹ کا ذکر کیا، اس کو چھوڑیں، دیکھتے ہیں کہ قادیانی جماعت ہی اس وقت کس لائن پر ہے کیونکہ ابھی مرزا غلام احمد قادیانی کو فوت ہوئے سو سال کا عرصہ نہیں گزرا اور ان کے جانشین بطور "خلیفہ" ابھی موجود ہیں۔

اس وقت حالت یہ ہے کہ اگر ایک قادیانی نے دن کے پچھلے پہر کوئی ایک گھنٹہ کا ہی سفر کرنا ہو، جو ظاہر ہے آج کل پیدل یا تانگوں پر نہیں کیا جاتا بلکہ آرام دہ بسیں اور ویگنیں دستیاب ہیں، تو وہ قادیانی صبح روزہ رکھے گا ہی نہیں۔ اگر کوئی کہہ دے کہ روزہ رکھ لو، تو جواب ہوگا آج میں نے سفر کرنا ہے، وہ سفر بے شک جہلم سے گوجر خاں (ایک گھنٹہ) گوجر خان سے راولپنڈی (ایک گھنٹہ) یا راولپنڈی سے چکوال (ڈیڑھ گھنٹہ) وغیرہ وغیرہ۔ اگر کسی قادیانی کو زکام کا اندیشہ ہو کہ دن کو زکام لگ سکتا ہے، آثار نظر آ رہے ہیں تو وہ روزہ نہیں رکھے گا، اگر جسم تھکاوٹ محسوس کر رہا ہے تو اب اندیشہ ہے کہ دن کو بخار ہو جائے گا لہذا روزہ چھوڑنے کا معقول بہانہ تیار ہے۔ اس بارے میں مرزا طاہر احمد قادیانی نے متعدد بار اور قادیانی جماعت کے مربی بار بار جماعتی فلسفہ بتا چکے ہیں کہ جب خدا نے بیماری اور سفر میں روزہ کی چھوٹ دے رکھی ہے تو اب روزہ رکھ کر خدا کو زبردستی راضی کرنے والی بات ہوئی جو مناسب نہیں یا پھر روزہ رکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ تمہیں معلوم ہی نہیں دیکھو ہم نے سفر میں روزہ رکھ لیا ہے اور کچھ نہیں ہوا یا بیماری میں روزہ رکھ لیا ہے اور کچھ نہیں ہوا، اس فلسفے پر تو زور ہے مگر اس بات پر زور نہیں کہ آج جو روزہ چھوڑ رہے ہو کل سفر کی یا بیماری کی حالت ختم

ہونے کی صورت میں ان روزوں کی تعداد پوری بھی کرنی ہوگی۔ لہذا قادیانی صرف روزہ چھوڑتے ہیں بعد میں رکھتے نہیں۔ اگر قادیانی جماعت بعد میں روزہ رکھنے پر پابند کرے تو کوئی قادیانی روزہ چھوڑے ہی نہیں۔

اب صورت حال یہ ہے کہ کسی بھی بستی میں بسنے والے بالغ قادیانی مردوزن میں سے کم از کم ۵۰ فیصد بے روزہ ضرور ہوں گے باقی ۵۰ فیصد روزہ دار صرف احتیاطاً لکھ رہا ہوں اور یوں قادیانی روزہ کے ساتھ کھلم کھلا مذاق کرتے ہیں، اس کے مقابل پر عام مسلمان روزہ کی سختی سے پابندی کرتے ہیں، ہر چھوٹا بڑا روزے کی پابندی کرے گا اور بالغ افراد کی کم از کم ۹۰ فیصد تعداد روزہ رکھے گی۔ ۱۰ فیصد بے روزہ صرف احتیاطاً لکھ رہا ہوں، ایک مسلمان ۸ گھنٹے کے سفر پر بھی ہو تو وہ روزہ رکھے گا وہ جانتا ہے کہ آج کا ۱۰ گھنٹے کا سفر ۱۴۰۰ سال قبل کے ایک گھنٹہ کے سفر کی شدت سے بھی کم شدت رکھتا ہے۔ ٹرینوں میں سفر کرنے والے مسافروں کی اکثریت لمبے سفر پر جاری ہوتی ہے مگر ان میں سے اکثریت نے روزہ رکھا ہوتا ہے، یہ سارے مسلمان ہی تو ہوتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی قادیانی ہوگا تو لازماً بے روزہ ہوگا، اگر اس نے روزہ رکھا ہوا ہے تو وہ قادیانی نہیں کیونکہ اس نے اپنے امام کی بات نہیں مانی اور سفر پر روزہ رکھ لیا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ۱۹۸۱ تا ۱۹۸۳ء جب میں لاہور میں ایم ایس سی کے دوران احمدیہ ہوسٹل (دارالحمد۔ ۱۳۳۔اے، مسلم ٹاؤن) میں رہتا تھا تو رمضان میں اس احمدیہ ہوسٹل میں دن کے وقت باقاعدہ کھانا پکتا تھا اور بے روزہ قادیانی باقاعدہ ڈائننگ ہال میں کھانا کھایا کرتے تھے اور اس وقت مجھے اس سے خاص تکلیف ہوتی جب یونیورسٹی کے ہاسٹل کے میس تمام دن بند ہونے کی وجہ سے بھوکے ایسے مسلمان طلبہ جو کسی وجہ سے روزہ نہ رکھتے تھے یا مذہب سے دوری کی وجہ سے بے روزہ ہوتا اور انہیں باہر کسی ہوٹل سے بھی کھانا نہ ملتا تو وہ احمدیہ ہوسٹل میں اپنے کسی قادیانی دوست کے ذریعہ آ جاتے اور یہاں سے کھانا کھاتے، لطف کی بات یہ ہے کہ اس ہوسٹل میں کک مسلمان ہے اور وہ روزے سے ہوتا اور قادیانی طلبا کو کھانا پکا کر دیتا۔ مزید لطف کی بات یہ کہ ان بے روزہ قادیانیوں کی اکثریت چناب نگر (ربوہ) سے تعلق رکھتی تھی جو قادیانیوں کا مرکز تھا۔

یہ تھی صورت حال ایسے افراد کی جن کو تربیت دینے کا باقاعدہ انتظام موجود ہے، اور ان کے مصلح کو گزرے ابھی سو سال بھی نہیں ہوئے، بلکہ ابھی تسلسل جاری ہے، جبکہ دوسری طرف مسلمان عوام جن کا مصلح گزرے ۱۴۰۰ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے قادیانیوں نے اپنے عمل سے اپنے مصلح کو کیا ثابت کیا کامیاب یا ناکام؟

زکوٰۃ:

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے یہ ایک اسلامی لازمی چندہ ہے، اس کی ادائیگی لازمی ہے اسلام کے آغاز میں خلفاء نے اس کی وصولی کے لئے باقاعدہ سختی کی ہے جو ایک ریکارڈ ہے، آئیے دیکھتے ہیں کہ قادیانی اس کو کس طرح سمجھتے ہیں اور اس کی ادائیگی کا کیا اہتمام کرتے ہیں؟ قادیانیوں میں مالی قربانی پر بہت زور دیا جاتا ہے اور قادیانی جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتی ہے، مگر اس میں زکوٰۃ شامل نہیں۔ ہر قادیانی پر کئی قسم کے چندے واجب ہیں جن کی ادائیگی، اس کے لئے ہر حال میں ضروری ہے۔ ورنہ وہ اس کے کھاتے میں بطور بقایا جمع ہوتے جائیں گے۔ جو مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے لواحقین سے وہ چندہ وصول کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مثلاً ہر بالغ فرد پر چندہ عام، جلسہ سالانہ، تحریک جدید اور وقف جدید جیسے چندے دینے واجب ہیں۔ چندہ عام ملازم پیشہ پر ۶.۲۵ فیصد کے حساب سے لاگو ہے مگر آہستہ آہستہ بے روزگاروں پر بھی اس دلیل کے ساتھ لاگو ہو گیا ہے کہ وہ اپنے روزمرہ معمولات کو جاری رکھنے کے لئے جیب خرچ کسی نہ کسی طرف سے حاصل کرتے ہیں۔ لہذا جیب خرچ بھی ایک آمد ہے، لہذا چندہ لاگو، واضح رہے کہ ہر سال جولائی سے بجٹ تیار ہوتا ہے، اس کے لئے باقاعدہ ہر فرد سے اس کی ماہوار آمد پوچھی جاتی ہے، پھر اس آمد پر فیصد کا فارمولا لگا کر ماہوار اور سالانہ چندہ بنایا جاتا ہے۔ چندہ جلسہ سالانہ ہر فرد پر ماہوار آمد کے ۱۰ فیصد حصہ کو بطور سالانہ چندہ کے وصول کیا جاتا ہے، تحریک جدید ایک نفلی چندہ تھا مگر اب پیار سے سب کو گھیر لیا گیا ہے، اب اس میں ہر مرد، عورت، بچہ، بوڑھا شامل کر لیا گیا ہے۔ وقف جدید بھی نفلی چندہ کے طور پر سامنے آیا۔ ۷۰ فیصد قادیانی مردوزن اس کی لپیٹ میں آ چکے ہیں۔ ان سب چندوں کے لئے مرکز سے انسپکٹرز آتے ہیں ہر مجلس میں چندہ کی وصولی اور چندہ کو مرکز میں پہنچانا یقینی بناتے ہیں۔ باقاعدہ کھاتہ جات چیک ہوتے ہیں ان چندوں کے علاوہ ذیلی تنظیموں کے چندے بھی ہیں۔ مذکورہ بالا لازمی چندوں میں زکوٰۃ بالکل شامل نہیں۔ نہ ہی کبھی جماعتی عہدیدار، مربی یا "خلیفہ" کی طرف سے زکوٰۃ کے لئے کہا گیا ہے۔ نہ زکوٰۃ کا کوئی انسپکٹر مرکز سے آتا ہے نہ ہی اس کے کھاتے چیک ہوتے ہیں، نہ ہی یہ لازمی مد ہے اور نہ ہی نفلی۔ لہذا زکوٰۃ قادیانی جماعت میں مکمل طور پر نظر انداز کی جاتی ہے، واضح

رہے کہ آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے پرانے رجسٹروں میں ایک دفعہ غلطی سے زکوٰۃ کا لفظ شامل کیا گیا، وہ صرف دیکھنے کے لئے ہے، پچھلے پانچ سال کے اگر کھاتے چیک کئے جائیں تو سارے کھاتے خالی نظر آئیں گے؟ دوسری طرف مسلمان ابھی تک زکوٰۃ دے رہے ہیں یعنی ۱۴۰۰ سال گزرنے کے باوجود یہ ادا کر رہے ہیں۔ پاکستان میں ۴/۶ ارب روپے بطور زکوٰۃ جمع ہونے والا مسلمان ہی ادا کرتے ہیں دیگر اسلامی ممالک میں بھی زکوٰۃ ادا کرنے والے مسلمان ہی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اسلام کے بنیادی ستون زکوٰۃ کے بارے میں جماعت کو کتنا ٹرینڈ کر سکے یا جماعت نے اپنے عمل سے کیا ثابت کیا، فیصلہ خود کرلیں۔

حج:

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں ایک رکن حج ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۹ء میں قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی، اس کے بعد وہ ۱۹ سال زندہ رہا مگر ایک حج نہ کیا۔ مان لیا کہ ان کے مالی حالات ایسے نہ ہوں گے کہ وہ حج کر سکتے لیکن وہ قادیانی جماعت کو اس سلسلہ میں کیا ہدایت کر گئے، کیا حج قادیانیوں کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے؟

صورت حال یہ ہے کہ اس وقت کا ایک نوجوان قادیانی (۱۸ سالہ) حج کو قادیانیوں کے لئے ضروری نہیں سمجھتا بلکہ وہ اسے غیر قادیانیوں (مسلمانوں) کے لئے مخصوص جانتا ہے، وہ جانتا ہے کہ قادیانی حج نہیں کرتے بلکہ سالانہ جلسہ پر چناب نگر (ربوہ)، قادیان یا لندن جاتے ہیں؟ نہ ہی مرزا طاہر احمد قادیانی (قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ) نے حج کی فضیلت یا مناسک حج کے بارے میں کبھی خطبہ دیا ہے؟ البتہ جلسہ سالانہ کے ایک ایک پہلو کے بارے میں تفصیلی خطبات ہوتے رہتے ہیں، نہ ہی مربیوں نے اس سلسلہ میں جماعت کو کچھ بتایا ہے۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان میں قادیانیوں کے لئے حج پر جانے پر پابندی لگ گئی، جبکہ پاکستان بننے سے لے کر ۱۹۷۴ء تک ۲۷ سالوں میں مرزا صاحب کے خاندان نے بڑی مالی ترقی کی، جائیدادوں اور دولت کے انبار لگ گئے، ہر شہزادے کے نام کئی کئی مربع زمین آ گئی، ربوہ میں کوٹھیاں، بنگلے تعمیر ہوئے، پیسے کی ریل پیل ہوگئی، مگر کتنے شہزادے ہیں جنہوں نے حج کیا؟ جواب مایوس کن۔ جماعت کے کتنے مخلص قادیانی تھے جنہوں نے حج کئے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کی فیملی سے تعلق رکھنے والے تین سربراہان جماعت میں سے کتنے ہیں جنہوں نے حج کئے؟ عام قادیانیوں میں سے چند ایک نے جو باہر تھے، کسی دوسرے ملک سے دوستوں کے ساتھ چلے گئے اور حج کرلیا۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۴۰۰ سال گزرنے کے باوجود حج کے موقع پر ۲۰ لاکھ سے زائد مسلمان ہر سال حج کرتے ہیں، ان میں ایک فیصد بھی قادیانی نہیں ہوتے، بلکہ ۲۰ لاکھ میں ۲۰ قادیانی بھی نہیں ہوتے۔ یہ ضرور ہے کہ جب سے پابندی لگی ہے، چند قادیانیوں نے صرف حج نہ کرنے کے الزام سے بچنے کے لئے خفیہ طور پر حج کیا ہے۔ اس وقت بہت سے ایسے قادیانی ہیں جو نہ صرف خود حج کر سکتے ہیں، بلکہ اپنے بزرگوں کو بھی حج کروا سکتے ہیں، مگر وہ کیوں کریں کیونکہ ان کے نصاب یا دین میں شامل ہی نہیں۔ جب سے مرزا طاہر احمد قادیانی انگلینڈ گئے ہیں، ضلع جہلم سے کئی درجن افراد جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے لندن جا چکے ہیں، کئی درجن باقاعدہ ویزے لے کر قادیان (ہندوستان) جلسہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ حالانکہ سرکاری ملازم گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر بیرون ملک سفر نہیں کر سکتا، مگر قادیانی سرکاری ملازم جلسہ سالانہ میں شمولیت اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ بغیر کسی اجازت کے تمام پابندیوں کو توڑ کر نہ صرف انگلینڈ جاتے ہیں بلکہ ہندوستان بھی چلے جاتے ہیں، یہاں پر ان کو پابندیاں نہیں روک سکتیں۔

یہ کیا ہوا مسلمانوں سے قادیانی ہونے والے اصل اسلام سے بھی گئے اور ایک خالص دینی فریضہ نظر انداز کر گئے کیونکہ قادیانیوں کی کم از کم ۹۵ فیصد تعداد مسلمانوں سے قادیانی ہوتی ہے، وہ مذہبی اور دینی لحاظ سے پہلے سے بہتر ہونے کی بجائے پہلے سے بھی کمزور ہو گئے، قادیانیوں نے اپنے عمل سے مرزا قادیانی کو کیا ثابت کیا؟ فیصلہ خود کریں۔

قادیانیوں کی اخلاقی حالت:

آیئے دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو سلسلہ شروع کیا تھا، اس کا کیا پھل ملا، دینی لحاظ سے تو مسلمانوں سے قادیانی ہونے والوں کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج نہ زکوٰۃ۔ اب دیکھتے ہیں کہ اخلاقی لحاظ سے کیسا معاشرہ وجود میں آیا۔ عام تاثر یہ ہے کہ قادیانی بڑے شریف، بھلے مانس، ڈیوٹی کے پابند اور اچھے اخلاق کے لوگ ہوتے ہیں، حقیقت کیا ہے؟ آگے پڑھئے صورت حال یہ ہے کہ ہر شہر میں، ہر محلے میں اور ہر گھر میں قادیانیوں کی آبادی یا تعداد اتنی کم ہے کہ خاصی مشکل سے تلاش کرنی پڑتی ہے، اپنی اس کم مائیگی کو وہ شدت سے محسوس کرتے ہیں لہٰذا جہاں ہیں وہاں پر سانس کھینچ گزارہ کر رہے ہیں۔ ۱۹۷۴ء کے بعد سے ان کا گراف مسلسل نیچے جا رہا ہے اور وہ عام مسلمانوں میں گھل مل کر رہنے کے قابل نہیں رہے۔ ایک طرف مسلمانوں نے اپنی ذہنی بیداری کی وجہ سے ان کو ایک

طرف کردیا ہے تو دوسری طرف ان کو اپنی جماعت نے ان کو مسلمانوں سے الگ کرنے کی جہد مسلسل سے اب انہیں آزادی سے جینے کے حقوق سے بھی عاری کردیا ہے، ان کو اتنا متعصب بنادیا گیا ہے کہ وہ عام مسلمانوں سے عام تعلقات رکھنا بھی گوارا نہیں کرتے، نہ کسی کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں، نہ کسی کی فاتحہ خوانی، نہ کسی کے چالیسویں میں، لہذا جب کسی کی غمی میں شامل نہ ہوں گے تو وہ بھی پھر آپ کو اپنے پاس پھٹکنے نہ دیں گے۔ خوشی میں شامل نہ ہونا اتنا قابل اعتراض نہیں جتنا کہ غمی میں شمولیت نہ کرنا۔

اب قادیانی جس علاقے میں رہتے ہیں وہ کسی سے اونچا بھی نہیں بولیں گے اور جس دفتر میں کام کررہے ہیں ان سے بھی ڈرے ڈرے سے رہیں گے۔ لہذا اس کم مائیگی اور احساس کمتری سے وہ سر نیچے کرکے چلتے ہیں اور دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ نظر نیچی کرکے چلنے والے کتنے شریف لوگ ہیں، جو ایک کھلا کھلا دھوکہ ہے۔ قادیانیوں کی اصل شرافت دیکھنی ہے تو کسی ایسے دیہات میں دیکھیں جہاں ان کی تعداد نمایاں ہو، یا نصف سے زیادہ ہو تو قادیانیوں کے بارے میں تمام غلط فہمیاں دور ہوجائیں گی۔ ڈانگ مار، پھڈے باز، مقدمے باز، جعلساز، غاصب، ظالم اور اخلاقی بے راہ روی میں قادیانی عام مسلمانوں سے نمایاں مقام رکھتے ہوں گے۔

ضلع جہلم میں سب سے بڑا جعلساز، جعلی ڈگریاں اور امتحانات میں جعلسازی کا ماہر ایک مخلص قادیانی ہے، اسے جماعت کی بھرپور سپورٹ حاصل ہے، شراب کے کاروبار وغیرہ پر بھی ان کی دسترس ہے، ایک مقدمے باز قادیانی خاندان جس نے عرصے سے مسلمانوں کی زمینیں دبا رکھی ہیں اور کچھ ابھی چھوڑ دی ہیں، اپنی آبادی میں پھڈے باز اور غاصب مشہور ہے اپنے ساتھ پوری جماعتی سپورٹ رکھتا ہے بلکہ جماعت کا موقف ہے کہ اس کی سپورٹ ضروری ہے تاکہ علاقے میں اس کا رعب رہے جو جماعت کے لئے ضروری ہے۔

اس وقت ہزاروں قادیانی یورپ، کینیڈا اور امریکہ میں سیاسی پناہ لئے ہوئے ہیں اور کچھ ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں، ان میں سے ۹۸ فیصد نے جعلی دستاویزات اور جعلی کیسوں کی بنیاد پر باہر سیاسی پناہ لے رکھی ہے (دو فیصد کی گنجائش احتیاطاً رکھ لی ہے) اتنی جعلسازی تو بے دین اور مذہب سے دور بگڑے مسلمانوں میں بھی نہیں، جتنی مخلص اور کٹر قادیانیوں میں پائی جاتی ہے۔ اس جعلسازی میں جماعت پوری سپورٹ کرتی ہے، ان کا امیر جماعت ہو یا مربی ایسے جھوٹے کیس تیار کرنے، کروانے میں پوری مدد کرتے ہیں گویا جعلسازی کو باقاعدہ قبول کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات ثابت ہورہی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو ارادہ لے کر آئے تھے قادیانیوں نے اپنے عمل سے انہیں ناکام ثابت کردیا ہے، اب جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو آئے ایک سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ عالم اسلام میں قادیانیوں کا کوئی نمایاں مقام نہیں بن سکا۔ بلکہ آہستہ آہستہ یہ یورپ کے زیرنگیں ہوتے جارہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب ہندوستان، پاکستان سے قادیانی مالی فوائد حاصل کرنے کی غرض سے جعلی کاغذات کی بنا پر یورپ شفٹ ہوجائیں گے اور باقی جو رہ گئے وہ مسلمان ہوجائیں گے، مذہب کا پرچار ختم ہوجائے گا، ہوسکتا ہے کوئی کہہ دے کہ ابھی قادیانیوں کو موقع نہیں ملا کہ وہ کسی ملک میں اپنی مرضی سے معاشرہ قائم کرسکیں، تو عرض ہے کہ ربوہ کا شہر ایک لیبارٹری ٹیسٹ تھا، اسے جماعت نے خود ڈیزائن کیا اور اپنی مرضی سے ڈیولپ کیا۔ ۹۵ فیصد آبادی قادیانیوں کی بن گئی، مخلص اور کٹر قادیانی آہستہ آہستہ ربوہ شفٹ ہوتے گئے پھر ریل اور سڑک کی سہولت نے آبادی کو اور بڑھادیا، جلسہ سالانہ اور دیگر اجتماعات کی وجہ سے بھی دوسرے شہروں کی قادیانی آبادی ربوہ کی طرف مائل ہوتی گئی۔ اپنے اسکول، کالج اور یونیورسٹی ہونے اور ہر قسم کی ترقی آزادی کے باوجود وہاں کوئی مثالی معاشرہ پیدا نہ ہوسکا۔ بلکہ اخلاقی لحاظ سے گراف عام شہروں کی نسبت نیچے کی طرف رہا، آج بھی اگر کسی جگہ (ربوہ سے باہر) کل قادیانیوں کا موازنہ کریں تو ربوہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے قادیانیوں کی ۹۰ فیصد آبادی شرافت کے جس معیار پر پورا اترے گی، ربوہ کی ۴۰ فیصد سے بھی کم تعداد اس معیار تک پہنچ سکے گی۔

چوری، ڈاکے، لڑائی، جھگڑے اور مقدمے بازی اور دیگر معاشرتی برائیوں میں بھی دوسرے شہروں کی نسبت کوئی نمایاں فرق نہیں ہے جبکہ اس وقت بھی دنیا کے بہت سے اسلامی ممالک میں چوری، ڈاکے، لڑائی جھگڑے سے پاک مثالی معاشرہ اور ماحول آج بھی موجود ہے۔ ممکن ہے مرزا غلام احمد قادیانی حقیقی اسلامی معاشرہ پیدا کرنا چاہتے ہوں، ہوسکتا ہے کہ وہ اسلام کی موجودہ حالت میں پائی جانے والی بدعات کو دور کرکے اصلی اسلام عوام الناس تک متعارف کروانا چاہتے ہوں، اگر ایسا تھا تو پھر قادیانیوں نے اپنے عمل سے اور ان کے جانشینوں نے تحریر وتقریر سے ان کی کوشش کو ناکام بنادیا اور دنیا پر اپنے عمل سے واضح کردیا کہ وہ جس کام کے لئے آئے تھے کیا وہ ناکام ہوچکے ہیں۔

جامع شریعت و طریقت

حضرت الشیخ مولانا منیر الدین رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرشد حق، مجاہد بے ریا اور عالم ربانی سے دنیا محروم ہوگئی

☆...... قاری محمد مسلم غازی

۲۳ محرم الحرام ۱۸ اپریل کو عشاء کے بعد سوا دس بجے یہ اندوہناک خبر خرمن ہوش وحواس پر بجلی بن کر گری کہ جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا منیر الدین اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

علم وعمل کا پیکر جمیل اور طہارت وتقویٰ کا جیتا جاگتا نمونہ دنیا سے اُٹھ گیا۔ سنت نبویؐ سے عشق کرنے والی شخصیت اور سلف وصالحین کی سیرت کی چلتی پھرتی تصویر نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔ آپ کی ذات کوئٹہ شہر میں مرجع خاص وعام تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر فرشتوں کی سی معصومیت بھی تھی اور درویشی کا وقار اور روحانیت کا جاہ وجلال بھی۔ حضرت مولانا کی زندگی میں دورنگی یا دوعمل کا کوئی گزر نہیں تھا۔ جس دین حق کی تعلیم وتبلیغ وہ منبر پر کرتے تھے وہی اپنے گھر میں اہل وعیال کے سامنے کرتے تھے۔ اتباع سنت نبوی کی تلقین جس طرح وہ محافل وعظ میں لوگوں کو کرتے، اسی طرح وہ گھر کے خلوت کدہ میں بھی کرتے۔ انہیں قول وعمل کے تضاد سے کوئی مناسبت نہیں تھی۔ وہ جو کہتے تھے وہ کرتے تھے اور جو کرتے تھے وہی کرنے کو کہتے تھے۔

آپ کا اپنے رب پر ایمان پہاڑ کی طرح محکم، عزم وحوصلہ ہمالیہ کی طرح استوار، فکر قندیل کی طرح منور، طبیعت گلاب کی طرح شگفتہ، دل بریشم کی طرح نرم، پیشانی تارے کی طرح چمکتی ہوئی، چہرہ چاند کی طرح روشن، سراپا جمال ہی جمال، طبیعت فقر واستغناء اور جود وسخا کے زیور سے آراستہ، ہر گھڑی فکر آخرت میں مگن، ہر لحظہ شوق لقاء رب سے سرشار، زبان ہر دم اللہ کے ذکر سے تر رہتی۔ آپ کی ہستی علم نافع اور عمل صالح کا حسین امتزاج تھی، آپ ایک عارف باللہ صاحب طریقت وصاحب سلسلہ شیخ تھے۔ سوات کے روحانی پیشوا اور عالم ربانی شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا محمد قمر سواتی، قادری قدس اللہ سرہ (جورہ شریف) کے خلیفہ اجل اور معروف متبع سنت بزرگ، شیخ طریقت حضرت مولانا قاری محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد سواتی رحمۃ اللہ علیہ، مہتمم مدرسہ مظہر العلوم (مینگورہ سوات) قدیم استاد حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ (بنوری ٹاؤن) کے پیر بھائی تھے اور سلسلہ نقشبندیہ میں آپ حضرت الشیخ مولانا عبدالمالک صدیقی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز تھے۔

کوئٹہ میں آپ کی رہائش گاہ کو دعوت الی اللہ اور تزکیہ نفس کی منفرد خانقاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ تقسیم ہند کے بعد درس وتدریس کے ذریعہ دینی خدمت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ کم وبیش نصف صدی، منبری مسجد لیاقت بازار کوئٹہ میں خطابت اور درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا جس سے ہزاروں کی تعداد میں عوام وخواص اور طلبہ نے استفادہ کیا۔ آپ کے مواعظ وخطبات کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ فروعی اختلافی مسائل اور فرقہ واریت سے دور اور بھائی چارے، اسلامی اخوت ومساوات، احترام مسلک اور رواداری کی تلقین سے معمور ہوتے۔ آپ دوسروں کے جذبات کو مجروح کرنے سے ہمیشہ گریز کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ نسلی، لسانی، علاقائی اور جغرافیائی اختلافات ختم ہوجائیں اور دنیا کے سب مسلمان ایک خدا ایک رسول اور ایک کتاب "قرآن کریم" پر مجتمع ہوجائیں۔ جس طرح تسبیح کے دانے الگ الگ ہونے کے باوجود ایک ہوتے ہیں اسی طرح امت مسلمہ کے افراد ایک تسبیح کی مانند اتحاد واتفاق کی لڑی میں یکجا ہوجائیں۔

آپ مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانیوں میں سے تھے اور مجلس کے پہلے تاسیسی اجلاس میں امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد علی جالندھری اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ شریک تھے۔ آپ منکرین ختم نبوت کے خلاف زندگی بھر برسر پیکار رہے۔ دشمنان ناموس رسالت سے کسی قیمت پر سمجھوتہ کرنے کو تیار نہ تھے۔ اعداء دین کے خلاف ان کی زبان شمشیر بے نیام کا کام کرتی تھی۔ آپ اپنے درس وبیان میں ہمیشہ یہی پیغام دیا کرتے تھے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ ہی ہمارا ملجا وماویٰ اور آخری سہارا ہیں۔ اُنہی کا دامن تھامنے میں دنیا وآخرت کی فلاح وکامرانی کا راز مضمر ہے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی دین وشریعت اور تصوف وطریقت کی اشاعت میں گزاری۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش اور مشورہ پر آپ نے بلوچستان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت سنبھالی اور آخری دم تک، اسے نبھایا۔ حضرت کی زندگی کا مقصد بگڑے ہوئے نفوس کی اصلاح تھی، وہ ناموس دین حنیف پر مر مٹنے اور

غیرت حق پر قربان ہونے کا جذبہ دلوں میں پیدا کرتے رہے وہ ان مردانِ حق میں سے تھے جو اللہ رب العزت کے سوا کسی سے ڈرنا نہیں جانتے۔ کلمہ حق کہنے سے انہیں کوئی طاغوتی قوت باز نہیں رکھ سکتی اور نہ وہ اس معاملے میں کسی بھی مخالفت کی پروا کرتے تھے، نہ کوئی ذاتی مصلحت ان کے آڑے آتی تھی۔ اس کے ساتھ وہ انتہائی منکسار اور متواضع انسان تھے، مزاج میں حلم نمایاں تھا وہ ایک ایسی دلنواز شخصیت کے مالک تھے جس کی مثالیں معاشرے میں خال خال ہی نظر آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات میں بہت سے اعلیٰ محاسن جمع فرمادیئے تھے۔ اللہ وحدہٗ لاشریک کی وحدانیت پر پختہ یقین، سنت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی اطاعت و پیروی کا فراواں جذبہ عشق کی حدوں کو چھوتا ہوا، ——— ذوق پاکیزہ، خندہ جبینی و خوش طبعی، نرم مزاجی و متانت اور اس پر شخصی وجاہت، ہر دلعزیز و مرنجاں مرنج انسان کہ ان کے پاس آنے والا حاضری کی یاد کو فراموش نہ کرسکے۔

ہم اولیاء اللہ کے تذکروں میں اُن نفوسِ قدسیہ کے حالات پڑھتے ہیں۔ دنیا سے بے رغبتی اور فکر آخرت کے حیرت انگیز مظاہر ان کی پاکیزہ زندگیوں میں ہمیں ملتے ہیں۔ ان کا بھرپور عکس ہمیں حضرت مولانا منیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ مال و زر سے تنفر ان کا نمایاں ترین وصف تھا۔ آپ دولت دنیا کو فتنہ سمجھتے تھے اور اس بات کے قائل تھے انسان کے پاس اتنا ہو کہ وہ پیٹ کی آگ بجھا سکے اور تن ڈھانپ سکے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی درویش خدا مست کی طرح گزاری۔

آں مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

آیئے ذرا مڑ کر تاریخ کی طرف دیکھیں۔

ایک طرف حب دنیا اور دوسری طرف حب آخرت کی کیسی کیسی عبرتناک اور حیرت انگیز مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ بغداد پر جب ہلاکو خاں نے حملہ کیا اور ایک ماہ سے زائد مدت تک عروس البلاد کا محاصرہ جاری رکھا اور اس دوران لاکھوں مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا۔ خلیفہ مستعصم باللہ اور اس کے بیٹوں کو قید میں ڈال دیا، تین دن انہیں بھوکا پیاسا رکھنے کے بعد اپنے سامنے دربار میں بلایا اور پوچھا تم لوگ کیا کھانا پسند کروگے؟ بھوک کی شدت سے نڈھال باپ بیٹوں نے جواب دیا: ”بھنا ہوا گوشت“

تھوڑی دیر بعد ایک سنہری طشت جو ریشمی رومال سے ڈھکا ہوا تھا ان کے سامنے رکھ دیا گیا، بھوکے قیدی باپ بیٹے طشت کی طرف لپکے، جب اس پر سے رومال اُٹھایا تو انہوں نے دیکھا کہ اس میں ان کے اپنے خزانے کے ہیرے جواہرات بھرے ہوئے تھے۔ خلیفہ نے کہا کہ ہلاکو خان! یہ ہیرے جواہرات بھی کوئی کھانے کی چیز ہیں؟ ہلاکو نے حقارت سے خلیفہ کو دیکھا اور کہا: ”اگر یہ اشیاء کھانے کے قابل نہیں تھیں تو تو نے کس لئے یہ جواہرات کے ڈھیر جمع کر رکھے تھے، کیوں نہ ان سے اسلحہ تیار کرایا اور کیوں نہ اتنی فوجی قوت بنائی جو میرے راستے میں حائل ہو کر تیرے وطن کی حفاظت کرتی۔“

”فتح ایران کے بعد جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے زر و جواہر کے انبار لائے گئے تو آپ انہیں دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا جہاں یہ دولت [illegible] ہوتی ہے وہاں بغض و حسد اور نفرت رقابت [illegible] ناچتے ہیں اور تباہی لانے والے [illegible] اٹھاتے ہیں۔“

حمص کے گورنر حضرت سعید ابن عامر رضی اللہ عنہ اپنی ساری تنخواہ حاجت مندوں میں بانٹ دیتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک ہزار دینار ان کی ضروریات کے لئے بھیجے۔ حضرت ابن عامر رضی اللہ عنہ یہ رقم دیکھ کر رو پڑے اور اشرفیوں کی تھیلی ایک طرف پھینک کر ساری رات عبادت میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو وہ ساری رقم اسلامی فوج کے سپاہیوں میں بانٹ دی۔

ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں امیر المؤمنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کئی ہزار اشرفیاں اور کچھ قیمتی اشیاء ہدیۃً بھیجیں تو آپ کے آنسو نکل آئے اور خادمہ سے کہا ان سب کو کپڑے سے ڈھانپ دو تا کہ میں دوبارہ انہیں نہ دیکھوں۔ پھر حکم دیا یہ سب کا سب ضرورتمندوں اور محتاجوں میں تقسیم کردو۔ جب خادمہ نے وہ تقسیم کردیا تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا ”اے رب کریم! یہ فتنہ میرے گھر میں پھر کبھی داخل نہ کیجئے گا۔“ اس کے چند روز بعد آپ رحلت فرما گئیں۔“

انسانی تاریخ کی ان عہد ساز ہستیوں کے ایمان افروز حالات و واقعات پر حضرت مولانا مرحوم کی نظر رہتی تھی اور وہ ان کا حوالہ دیا کرتے تھے۔ دوسرے حضرات اہل اللہ کی طرح ان کا دل بھی دنیاوی مال و منال سے یکسر بے نیاز ہوچکا تھا۔

زندگی کے آخری ایام میں شدت مرض اور ضعف کی زیادتی کی وجہ سے اکثر غشی رہتی تھی۔ جب ذرا سا افاقہ ہوتا نماز کے وقت کا پوچھتے اور نماز پڑھنا شروع کردیتے۔ انابت الی اللہ کی کیفیت ان ایام میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ مجھے ان دنوں حضرت کی خدمت میں بغرض عیادت کوئٹہ حاضری کی سعادت حاصل ہوئی اور بچشم خود ان حالات و کیفیات کے مشاہدہ کا موقع ملا۔

دس بارہ روز کے بعد وفات کی اطلاع موصول ہوئی۔ تدفین میں شرکت کے لئے دوبارہ کوئٹہ پہنچنا اللہ رب العزت نے آسان بنا دیا اور یہ عاجز، ایک با خدا ہستی کی دنیا سے روانگی اور ایک نفس مطمئنہ کے جنت میں داخلے کا منظر دیکھنے وہاں موجود تھا۔

ظہر کی نماز کے بعد جنازہ شہری مسجد سے اٹھایا گیا اور صادق شہید گراؤنڈ میں نماز جنازہ کے لئے لے جایا گیا جو وہاں سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اس موقع پر ہجوم بے پناہ تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ پورا شہر اس طرف اُمڈ آیا ہے۔ راستے بند ہو گئے تھے، ٹریفک دوسری جانب موڑ دیا گیا تھا، جنازہ کے جلوس میں ہر طبقہ زندگی کے لوگ شریک تھے۔ ممتاز علماء کرام، سرکاری عہدیداران، تمام سرکردہ افراد اور عوام الناس کی کثرت کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ یہ کوئٹہ کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ تھا۔

نماز جنازہ تبلیغی جماعت بلوچستان کے امیر مولانا حبیب الرحمٰن نے پڑھائی۔ سابق سینیٹر حافظ حسین احمد اور دیگر دینی رہنما نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہوئے۔ پسماندگان میں بیوہ، سات بیٹے، پانچ بیٹیوں کے علاوہ لاتعداد مریدین، شاگردوں اور عقیدت مندوں کو سوگوار چھوڑا۔ صاحبزادگان میں جناب قاری عبداللہ منیر اور قاری عبدالرحمٰن کو اپنے سلسلے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اب شہری مسجد میں قاری عبداللہ صاحب تمام متعلقہ دینی اُمور کے منتظم اور نگراں ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور متعلقین ومتوسلین کو آپ کے نقش وقدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

☆☆☆

تبصرہ کتب

نام کتاب: فضائل اذان واقامت
مصنف: مولانا حبیب الرحمٰن ہاشمی
ضخامت: ۱۶۰ صفحات
قیمت: درج نہیں
ملنے کا پتہ: مکتبہ قاسمیہ چوک فوارہ ملتان

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا کو علم نافع کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے کہ آپ جامع مسجد کے بیانات وخطبہ جمعہ کے علاوہ بھی مخلوق خدا کو تحریر کے ذریعہ اپنے علم کی ضیا پاشیوں سے منور کر رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب میں احادیث نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روشنی میں موذن کا مقام ومرتبہ اور اذان کی اہمیت وفضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ مولانا نے کتاب اس اچھوتے انداز سے مرتب کی ہے کہ اذان واقامت سے متعلق شاید ہی کوئی پہلو تشنہ چھوڑا ہو، تمام مباحث مدلل ومبرہن کر دیے ہیں۔ اس عنوان پر اس کتاب کو انتہائی جامع کتاب قرار دیا جا سکتا ہے۔ اذان واقامت پیشہ نہیں اعزاز ہے، جسے اللہ رب العزت نصیب فرما دیں۔ موذن دن میں پانچ مرتبہ اللہ اکبر کی صدا سے اللہ رب العزت کی بڑائی کی صداؤں کو چار دانگ عالم میں بلند کرتا ہے تو اس نام کی برکت سے موذن کی بلندی درجات کا سلسلہ بھی ساتھ ہی شروع ہو جاتا ہے۔ موذن ہونا اتنا بڑا اعزاز ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد بیت اللہ کی چھت پر اذان دلوا کر کیا۔ تمام عظمتیں اللہ رب العزت کی کبریائی کا اظہار ہیں، اور موذن اس کبریائی کا دنیا میں منادی اور آخرت میں عظمتوں و رحمتوں کا وارث ہے۔ کتاب جلد، کاغذ، چھپائی وغیرہ میں عمدہ ذوق کی آئینہ دار ہے اس معلوماتی خزانہ سے کوئی کتب خانہ خالی نہ رہے۔

خوشخبری

الحمدللہ! مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود نور اللہ مرقدہ
شہید ختم نبوت مرشد العلماء حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کی یادگار

جامعہ مصباح العلوم محمودیہ

روز بروز ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔
الحمدللہ اب خلیفہ اجل شہید ختم نبوت
حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی مدظلہ العالی
کی سرپرستی میں جامعہ میں دارالافتاء کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔
اپنے دینی مسائل وفتاویٰ کے لئے جامعہ کے دارالافتاء سے رجوع فرمائیں۔
جامعہ کے مفتیان کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں فتاویٰ تحریر فرمائیں گے
منجانب: حافظ عبدالقیوم نعمانی
رئیس الجامعہ مصباح العلوم محمودیہ عیدگاہ چوک منظور کالونی، کراچی
فون: 5890439-5888518

نام کتاب: حسرت نایافت
نام مصنف: نثار احمد خان فتحی اکبرآبادی
ضخامت: ۱۸۲ صفحات
قیمت: درج نہیں
ناشر: مکتبہ اہل سنت و جماعت ۳۸۶ قاسم آباد، لیاقت آباد کراچی۔

زیر نظر کتاب ایک صوفی منش شاعر جناب نثار احمد خان فتحی اکبرآبادی کے کلام پر مشتمل ہے، جس کے پہلے حصے میں غزلیات، دوسرے حصے میں متفرق اشعار، تیسرے حصے میں قطعات اور چوتھے حصے میں منظومات ہیں۔ نثار احمد خان صاحب حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز بیعت ہیں، صاحب دل شاعر ہیں"حسرت نایافت" ان کے روحانی واردات و کیفیات کا شاعرانہ اظہار ہے۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہیں، جن کا اظہار انہوں نے مختلف اشعار میں کیا ہے۔ موصوف کی غزلیں تصوف کی زمزمیت والہامیت کی خوبصورت مثالیں ہیں، وہ شاعری کو صرف نشاط افرینی کا ذریعہ نہیں سمجھتے بلکہ اس کے برعکس شاعری کو قلب کی جلا اور روحانی ارتقا کا ایک مؤثر وسیلہ تصور کرتے ہیں نمونہ کلام:

تیری چاہت کی ہر اک چیز کو چاہا دل سے
اپنی چاہت کی ہر چیز جلادی ہم نے
تجھ کو شکوہ تھا کہ رستے میں دیوار انا
اب دیکھ یہ دیوار بھی ڈھادی ہم نے

☆☆☆

تبسم تھے لب پہ کل تک اشک افشانی ہے آج
عشق کا فیضان دیکھ آگ بھی پانی ہے آج
جامہ زیبی جس طرح بھائی تھی کل تک
اتنی ہی محبوب مجھ کو چاک دامانی ہے آج
یاد سے تیری ہزاروں جل گئے دل میں چراغ
میری دنیا کی ہر اک شے کتنی نورانی ہے آج

☆☆☆

شب وہی ہے جو تیری یاد میں ہوتی ہے بسر
دن وہی ہیں جو تیرے غم میں گزر جاتے ہیں
پہلے ملتی نہ تھی دنیا کسی صورت سے نثار
اب وہ ملتی ہے تو ہم فس کے گزر جاتے ہیں

☆☆☆

صیاد اپنا خود ہوں میں خود ہی شکار ہوں
اس طائر حیات کا خود ہی قفس ہوں میں

جناب نثار احمد خان فتحی اکبرآبادی صاحب اپنے جذبات واحساسات اور اپنی روحانی کیفیات وواردات کو کچھ اس طرح ابھارتے ہیں کہ لوگ ان کی کیفیات کو اپنانے پر مائل نظر آنے لگتے ہیں۔ بقول پروفیسر ابوالخیر کشفی صاحب کے "حسرت نایافت" ایک توازن رکھنے والے صوفی کا مجموعہ کلام ہے۔

نوٹ: کتاب کی طباعت اور ترتیب میں تساہل برتا گیا ہے۔

نام کتاب: نگاہ یار رسول نگاہ ہے
نام مصنف: نثار احمد خان فتحی اکبرآبادی
ضخامت: ۱۹۵ صفحات
قیمت درج نہیں
ناشر: مکتبہ اہل سنت و جماعت ۳۸۶ قاسم آباد، لیاقت آباد، کراچی

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اتباع اور عقیدت ہر مسلمان کا جزو ایمانی ہے، اور نعت شریف اسی محبت وعقیدت کا اظہار ہے، لیکن اس اظہار کے لئے بھی بڑے سلیقے، ادب اور احتیاط کی ضرورت ہے، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں مضمون یا الفاظ کی لغزش ہوجائے تو خطرناک اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت کے جوش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی بارگاہ میں کوئی تفریط یا کوتاہی ہوجائے تو وہ بھی خطرناک ہے جاسی پر خطر راہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی رہنمائی اور محبت کی دستگیری کے طے کرنا ممکن نہیں۔

موصوف صوفی شاعر ہیں، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے رگ وریشہ میں سرایت کی ہوئی ہے، یہاں یہ عرض کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کتاب کے نام میں تخاطب ہے کہ مخاطب کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے جو کہ تمام سلف وخلف علماء حق نے منع فرمایا ہے، اور جملہ علماء حق کا اس پر اتفاق ہے کہ مخاطب کا صیغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی حاضری کے موقع پر استعمال کیا جائے۔ نمونہ کلام:

میں کہاں مدحت سرکارؐ کہاں
میں سیاہ رات ہوں وہ بدر منیر کہاں
میں گناہگار وہ معصوم صفت
وہ مقدس میں سراپا تقصیر
میں کہاں مدحتؐ سرکارؐ کہاں
میں تو اک ذرہ ہوں وہ ماہ منیر کہاں

کتاب قاری کے دل میں بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کرنے والی ہے۔ امید ہے کہ نئے ایڈیشن میں کتاب کا نام تبدیل کرنے کا اہتمام فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف اور قاری کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ (آمین)

بدر القادری (بھارت)

"ربیع الاول...... نور و نکہت کا ایسا موسم جس نے چشم وزن میں زمانے کے خزاں رسیدہ ماحول کو رشک ارم بنادیا۔ اسی ماہ منور کی بارہویں تاریخ کو خدا کے محبوب ﷺ دو عالم کے ممدوح سرزمین مکی پر آیت نور کی تفسیر بن کر جلوہ گر ہوئے۔ انسانیت کے محسن، صداقت کے پیامی، امن واخلاق کے داعی، جود وسخا کے پیکر، عفت وحیا کے دلدادہ، علم ومروت کے خوگر، سراپا رحمت...... الغرض جملہ کمالات وحسنات سے مزین ہوکر تشریف لائے۔ سارے عالم کو، دنیا کے تمام باطل آستانوں سے ہٹا کر صرف وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں جھکانے کے لئے خاتم الانبیاء خاتم الرسل بن کر عظمت کدۂ ہستی میں وہ آئے، جن کے آنے کی زمانے کو ضرورت تھی، جن وملک نے جن کی بعثت کے ترانے گائے، بحر و بر نے جن کی آمد کے گیت گائے، عرش تا فرش جن کے قدوم میمنت لزوم کے اعزاز میں بقعہ نور بنا۔"

اخبارِ ختمِ نبوت

عقیدۂ ختم نبوت کے محور پر امت مسلمہ کی شیرازہ بندی قائم رہ سکتی ہے (امیر مرکزیہ خواجہ خان محمد)

عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر خدا اور رسولؐ پر ایمان کا دعویٰ دھوکہ ہے (نائب امیر مرکزیہ سید نفیس الحسینی شاہ)

قرآن کریم کی دو سو آیات میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے، (مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری)

مسلمانوں کو قادیانیت اور عیسائیت کی مذموم سرگرمیوں سے بچانا ضروری ہے، نئی نسل کو اسلامی تہذیب و تمدن سے دور کرنے کی مذموم کوششوں کا بروقت سدباب حکومت کا فرض ہے (مولانا اللہ وسایا، مولانا نذیر احمد تونسوی اور دیگر علمأ کرام کے خطابات)

کراچی (م الف ک) گزشتہ ہفتہ اکابرین، عمائدین و قائدین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کراچی کے خصوصی تبلیغی دورہ کے موقع پر ختم نبوت کانفرنسوں کے مختلف اجتماعات میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت امت مسلمہ کی وحدت کی بنیاد ہونے کے ساتھ ساتھ، اس عقیدہ کے محور پر امت مسلمہ کی شیرازہ بندی قائم رہ سکتی ہے، سب سے پہلے اس عقیدہ کی شادابی کے لئے ۱۲ سو سے زائد، حفاظ قراء، محدثین ومفسرین صحابہ کرامؓ نے شہادت کا نذرانہ پیش کیا اور گزشتہ سو سال سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے علمأ کرام اور قافلہ امیر شریعت کے مجاہدین کی قربانیوں کے ذریعہ اس شجرۂ طیبہ کی آبیاری کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

آج دنیا بھر میں قادیانی گروہ مسلمانوں کے اس عقیدہ ختم نبوت پر زد لگانے کے لئے در پردہ سازشوں میں مصروف ہے اور پاکستان میں دہشت گردی، یہودی، عیسائی اور قادیانی گٹھ جوڑ کا نتیجہ ہے۔ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر، یہ گروہ پسماندہ علاقوں میں امداد کی آڑ میں مسلمانوں کو دین سے ہٹانے کی ناپاک جسارت کر رہے ہیں۔ قادیانی عیسائیوں کی سرپرستی میں مسلمانوں کے عقیدہ اور تہذیب و تمدن کو ختم کرنے کے درپے ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کا رشتہ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ دیا جائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کی وجہ سے مسلمان دین کی عظمت کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں، اور جہاد میں شرکت کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔ اور کفریہ طاقتیں جذبہ جہاد سے خوفزدہ رہتی ہیں، لیکن دشمن پر واضح ہونا چاہئے کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے مگر دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے متعلق کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کرسکتا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کسی بھی صورت میں تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے فریضہ سے کوتاہی نہیں کرے گی اور پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب جاری رکھے گی۔ حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ قادیانی، عیسائی اور یہودی گٹھ جوڑ سے پھیلائی جانے والی لادینیت کا بروقت سدباب کرنے میں روایتی کاہلی کا مظاہرہ نہ کرے۔ خدانخواستہ حکومتی غفلت ولاپرواہی سے مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کی حفاظت نہ کی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محرومی ہوگی۔ اس کے ساتھ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیوں اور عیسائیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے بھرپور جدوجہد کریں۔

قادیانیوں کے گھروں سے کلمہ طیبہ محفوظ کرلیا گیا

ننکانہ صاحب (نمائندہ خصوصی) ننکانہ صاحب کے قریبی گاؤں موضع کالی پیر میں خالد نامی قادیانی نے صدارتی آرڈی نینس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے، اپنے گھروں پر کلمہ طیبہ آویزاں کررکھا تھا اور وہ اپنی عبادت گاہ مسلمانوں کی مسجد کی طرز پر تعمیر کر رہے تھے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد مہر محمد اسلم ناصر ایڈووکیٹ جناب لیاقت علی مگی ایڈووکیٹ اور کالی پیر کے مجاہد حکیم محمد امین کے ہمراہ اسسٹنٹ کمشنر ننکانہ صاحب سے ملا، اور قادیانیوں کی طرف سے صدارتی آرڈی نینس کی جانے والی خلاف ورزی سے آگاہ کیا۔ ننکانہ صاحب میں جمعۃ المبارک کے موقعہ پر شہر کی تمام مساجد میں علمأ کرام نے قادیانیوں کی طرف سے کی جانے والی اشتعال انگیزیوں کی پرزور الفاظ میں مذمت کی اور انتظامیہ سے فوری طور پر قادیانیوں کے گھروں سے کلمہ طیبہ محفوظ کرنے کا مطالبہ کیا۔ اگلے روز اسسٹنٹ کمشنر ننکانہ صاحب نے پولیس کی بھاری نفری کے ہمراہ قادیانیوں کے گھروں سے کلمہ طیبہ محفوظ کرلیا اور یقین دلایا کہ قادیانی عبادت گاہ مسجد کی طرز پر تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے رہنماؤں حاجی عبدالحمید رحمانی، محمد متین خالد، شوکت علی شاہد، محمد اکرم ناز، ملک محمد سرور، ملک افتخار احمد، حکیم محمد امین آف کالی پیر نے قانون پر عملدرآمد کروانے پر انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔

قادیانیوں اور عیسائیوں کو خوش کرنے کی پالیسی ملک کے لئے تباہ کن ہے

موجودہ حکومت آئین کی پاسداری کو یقینی بنائے قوانین میں تبدیلی کا نہ سوچے

غیر مسلم عبادت گاہوں پر قرآنی آیات اور کلمہ طیبہ برداشت نہیں کیا جائے گا

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا تحریک ناموس رسالت کا مشن جاری رکھا جائے گا

جامع مسجد فلاح اور جامع مسجد گمن آباد، جامعہ اسلامیہ کلفٹن میں علمائے کرام کے خطاب

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم نائب امیر مرکزیہ سید نفیس شاہ الحسینی، مولانا اللہ وسایا، صاحبزادہ خلیل احمد، مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، مولانا محمد علی صدیقی، صاحبزادہ نجیب احمد، صاحبزادہ سعید احمد، مولانا محمد طیب لدھیانوی، مولانا سعید احمد جلالپوری، مولانا مفتی محمد جمیل خان، قاری عبدالحمید حکیم والے نے شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی جامع مسجد فلاح میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت نے قادیانیوں اور عیسائیوں کے بارے میں جو نرم گوشہ اختیار کیا ہوا ہے وہ ملک کے لئے تباہ کن ہے۔ امریکہ یا مغرب کسی طور پر مسلمانوں سے خوش نہیں ہوتے۔ وہ ان کی خوشنودی کے بجائے آئین کی پاسداری کو یقینی بنائے۔ قادیانیوں کی عبادت گاہوں پر قرآن مجید کی آیات یا کلمہ طیبہ کی توہین کی نسبت توہین قرآن ہے، اس کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جائے گا۔ شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے تمام زندگی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں گزاری اب ان کے لاکھوں پیروکار ان کے مشن کو مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی قیادت میں جاری رکھیں گے۔ اجتماع میں مطالبہ کیا گیا کہ ایک سال گزرنے کے باوجود تا حال قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ حکومت نے اس مسئلہ کو سردخانے میں ڈال دیا ہے۔ حکومت قیامت کے دن اس سانحہ کے مواخذہ سے کسی صورت میں نہیں بچ سکے گی۔ ہزاروں شرکاء نے حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے ہاتھ پر بیعت کرکے اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ شہید اسلام کا مشن جاری رکھیں گے۔ قبل ازیں مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے مولانا خواجہ خان محمد صاحب کی دینی خدمات پر خراج محبت پیش کیا۔ مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ جمعہ اور پیر کے دن عشاء کے بعد مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی درس قرآن جامع مسجد فلاح میں دیا کریں گے۔

قاری عبدالمالک صدیقی کو صدمہ

قاری عبدالمالک صدیقی کے والد عبدالسبحان صدیقی صاحب طویل علالت کے بعد ۱۹/ اپریل ۲۰۰۱ء شب جمعہ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے مرحوم بیتول شہر صوبہ سی پی انڈیا میں ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے تھے۔ قیام پاکستان کے وقت ہجرت کرکے کراچی میں آباد ہو گئے تھے مرحوم نے پسماندگان میں ۶ بیٹے اور ۳ بیٹیاں اور بیوہ چھوڑے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے افراد میں سے تھے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے احباب قاری صاحب کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں اور بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اعتماد کی علامت ہے، نائب امیر مرکزیہ مدظلہ کے گھر پر بلا جواز چھاپہ، انتظامیہ کی دہشت گردی ہے جو انتہائی قابل مذمت ہے (مولانا عزیز گل)

بنوں (نمائندہ خصوصی) جمعیت علماء اسلام ضلع بنوں کے ڈپٹی جنرل سیکریٹری اور خطیب جامع مسجد حق نواز خان جناب قاری حضرت گل نے گزشتہ روز ایک عظیم الشان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جناب حضرت مولانا سید نفیس شاہ صاحب سینئر نائب صدر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے گھر پر چھاپا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خلاف رپورٹ ایک سلسلہ کی کڑیاں ہیں جو امریکی اور برطانیہ کا خود کاشتہ پودا قادیانیوں کی سازش ہے، انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک ایسی جماعت ہے، جس کے پلیٹ فارم پر امت مسلمہ کے تمام مسلک کے علماء اور عوام جمع ہوتے ہیں، اس طرح کا کوئی اور پلیٹ فارم نہیں، جس پر تمام مسلک والے جمع ہوں سوائے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ امت کو جمع کرنے والے اتحاد بین المسلمین کے عملی نمونہ پیش کرنے والوں کو دہشت گرد اور فرقہ واریت پھیلانے والے لکھے جائیں، ان کے بزرگ رہنماؤں کے گھروں پر چھاپے مارے جائیں اور جو لوگ ملک میں حقیقی دہشت گردی کر رہے ہیں، مسلمانوں کو قتل کر رہے ہیں، اور ملک کو بدنام کرنے کے لئے غیر ممالک میں ملک کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں، ملک کی سالمیت کے خلاف جاسوسی کرکے ملکی رازوں کو افشاں کرکے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یعنی قادیانیوں کو کھلی چھٹی دی گئی ہے بلکہ ان کو نوازا جا رہا ہے، اس لئے جو رپورٹ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خلاف تیار کی گئی ہے وہ انہی قادیانیوں کی تیار کردہ ہے اور جناب جنرل مشرف کو بدنام اور علماء کے ساتھ لڑانے کی سازش ہے لہٰذا جنرل مشرف صاحب فوری طور پر غلط رپورٹ تیار

کرنے والے ملک دشمن عناصر کو گرفتار کرکے فوری طور پر سزا دیں۔ انہوں نے اس رپورٹ کی شدید مذمت کی اور کہا کہ قادیانی جماعت کو سب سے پہلے پاکستان نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا اور قومی اسمبلی، سپریم کورٹ، ہائی کورٹ سمیت تمام اعلیٰ عدالتوں نے ان کے غیر مسلم اقلیت ہونے کے فیصلے کی توثیق کی اور ۱۹۷۴ء سے لے کر آج تک تمام حکمرانوں نے ان کے غیر مسلم ہونے کا برملا اعلان کیا ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا واحد مقصد قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھنا ہے اور آج تک کسی کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پر فرقہ واریت کا لیبل لگائے، لہٰذا وزارت داخلہ کے کرتا دھرتا افراد کی بھلائی اسی میں ہے کہ اس رپورٹ کو فی الفور واپس لے کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے معافی مانگیں اور امریکی ایجنڈے پر عمل کرنے کے بجائے ایک مسلمان اور سچے پاکستانی کے ذہن سے سوچیں، اسی میں ملک وملت کا فائدہ ہے اور جناب جنرل مشرف صاحب آستینوں کے ان سانپوں کو پہچان کر اپنے سے دور کریں جو خود اس کو ڈسنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ قاری حضرت گل نے کہا کہ اگر حکومت نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو یہ اس کے زوال کا سبب ہوگا، کیونکہ پاکستانی مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کسی بھی حالت میں برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، اور اس کا تجربہ حکمرانوں نے کئی دفعہ کیا ہے، اب مزید تجربوں کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اب ملک تجربوں کا متحمل ہوسکتا ہے، کیونکہ طاغوتی طاقتیں پاکستان کی شکل میں ایک اسلامی ایٹمی طاقت قبول کرنے کے لئے تیار نہیں وہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح یہ ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی جو توقعات اس ملک سے وابستہ ہیں وہ ختم ہوجائیں۔ لہٰذا حکمرانوں کو بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے، اسی سے ملک میں استحکام، سالمیت اور ترقی کا راز مضمر ہے۔

قادیانی امت مسلمہ کے لئے کینسر کی صورت اختیار کرچکے ہیں، قرآنی آیات کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب پر فٹ کیا جارہا ہے، مسلمان نوجوان پوری دنیا میں اسلام کی سربلندی اور قادیانیت کے سد باب کے لئے تیار ہوجائیں

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد، نائب امیر مرکزیہ سید نفیس شاہ کراچی کا دس روزہ دورہ مکمل کرکے اسلام آباد اور لاہور روانہ ہوگئے۔ روانگی سے قبل انہوں نے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی امت مسلمہ کے لئے کینسر کی صورت اختیار کرچکے ہیں اور انہوں نے مسلمانوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے قرآنی آیات کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب پر فٹ کرنے کے لئے استعمال کیا ہے اور اس کے ذریعہ اسلام کے خوبصورت چہرہ کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے، جس کی وجہ سے اسلام کے عالمگیر امیج کو دھچکہ لگا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیرون ملک قادیانی اسلام کو بدنام کرنے کے لئے قادیانیت کو اسلام کہہ کر پیش کرتے ہیں اور خود کو مسلمان کہلاتے ہیں۔ قادیانیوں نے انٹرنیٹ پر اسلامی تعلیمات کو جس طرح مسخ کرکے پیش کیا ہے اس سے قادیانیوں کی اسلام دشمنی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس وقت قادیانی امریکی ایجنٹوں کا کردار ادا کررہے ہیں۔ انہوں نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ دنیا بھر میں قادیانی سرگرمیوں کے سد باب کے لئے جدوجہد کرنے کے لئے تیار ہوجائیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو قادیانی مکر وفریب سے آگاہ کریں۔

جہادی تنظیموں.

جہاد کے خلاف زبان احترام

کراچی (نمائندہ خصوصی) علماء کونسل کے رہنماؤں ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا محمد طیب لدھیانوی نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ وزیر داخلہ سمیت تمام اعلیٰ حکومتی عہدیداروں اور وزراء کو پابند کرے کہ وہ ملکی مفاد میں جہاد اور جہادی تنظیموں کے خلاف ایسی زبان کے استعمال سے احتراز کریں جس سے حکومت اور جہادی تنظیموں کے درمیان اختلاف و انتشار کی فضا پیدا ہو اور ملک میں علماء کرام، جہادی تنظیموں اور حکومت کے درمیان ایک نیا محاذ کھل جائے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے موقع پر جبکہ پڑوسی ملک بھارت سمیت مختلف ذرائع ابلاغ پاکستان کو کشمیر میں "دہشت گردی کے فروغ کا ذمہ دار" قرار دے رہے ہیں، ایسے موقع پر حکومت کا جہاد اور مجاہدین کی مخالفت میں بیان بازی کرنا اور جہادی تنظیموں کے خلاف ایکشن لینا دراصل بھارت کے الزام کو سچا ثابت کرنے کے مترادف ٹھہرے گا جو کسی طور پر ملک کے مفاد میں نہیں ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں جاری جہادی تنظیموں کے خلاف آپریشن کا سلسلہ فی الفور روکا جائے اور جہادی تنظیموں کی مکمل سرپرستی کی جائے اور حکومت اور مجاہدین کے درمیان اتحاد و یگانگت کو فروغ دیا جائے۔

قادیانی ملت اسلامیہ کے لئے ایک ناسور ہے

کوئٹہ (خادم حسین گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے کہا کہ قادیانی ملت اسلامیہ کے لئے ایک ناسور ہے۔ وہ آئین پاکستان سے انحراف کرتے ہیں، ان خیالات کا اظہار انہوں نے پیر کو جامعہ مسجد شہری میں مولانا محمد منیر الدینؒ کی یاد میں تعزیتی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ملک کے قوانین کو نہیں مانتے، انہوں نے اعلیٰ عدالتوں کے فیصلے بھی تسلیم نہیں کئے، مردم شماری اور حالیہ ووٹر لسٹوں میں انہوں نے اپنے نام اندراج نہیں کرائے، اور بعض جگہ انہوں نے مسلمانوں کی فہرست میں نام درج کرائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین وقانون کی پاسداری کا پابند کرائے تاکہ قانون کی بالادستی قائم ہو۔

اظہار تعزیت

کوئٹہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مرکزی جنرل سیکریٹری حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر مولانا محمد منیر الدینؒ مرحوم کی وفات پر کوئٹہ پہنچ کر ان کے صاحبزادوں مولانا قاری عبداللہ منیر اور مولانا عبدالرحمٰن سے تعزیت کی۔ انہوں نے مولانا محمد منیر الدینؒ کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے سراہا اور بتایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شوریٰ کے اجلاس میں متفقہ طور پر تعزیت کی قرارداد منظور کی گئی۔ امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ، نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سید نفیس شاہ الحسینی اور دیگر شوریٰ کے ارکان مجلس کے مرکزی مبلغین اور مرکزی دفتر کے تمام حضرات نے مولانا محمد منیر الدینؒ کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا کی۔

تعزیتی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ہنگامی تعزیتی اجلاس جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا قاری انوار الحق حقانی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے امیر جامع مسجد شہری کے خطیب مولانا محمد منیر الدینؒ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس نے ایک قرارداد کے ذریعہ ان کی دینی خدمات کو سراہتے ہوئے خراج عقیدت پیش کیا اور کہا کہ ان کی وفات سے دینی حلقوں کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ مرحوم ایک جری عالم تھے جو ہر فتنہ باطلہ کے خلاف سینہ سپر تھے، اجلاس میں ان کے بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی گئی۔ اجلاس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزی حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کے بھائی جناب ملک محمد افضل صاحب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اجلاس میں حضرت مولانا علامہ سید عبدالمجید ندیم شاہ کے صاحبزادے محمد طاہر ندیم کی وفات پر اظہار تعزیت کیا۔ اجلاس میں مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی مرکزی رہنما مولانا عبدالعزیز جتوئی، مولانا اللہ وارث، مولانا عبدالرشید ہزاروی، مولانا محمد یوسف ہزاروی، حاجی سید شاہ محمد آغا، حاجی تاج محمد فیروز، حاجی خلیل الرحمٰن، حاجی نعمت اللہ خان، چوہدری محمد طفیل احرار، حاجی عارف محمود، قاری محمد شریف، حاجی سید سیف اللہ آغا، ملک سعید حسن، غلام لیٹین آصف، حافظ خادم حسین گجر اور دوسرے عہدیداروں نے شرکت کی۔

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز: ☆زینت کارپٹ، ☆مون لائٹ کارپٹ، ☆نیر کارپٹ، ☆ثمر کارپٹ، ☆وینس کارپٹ، ☆اولمپیا کارپٹ

پتہ: این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

بیسویں جلد کے آغاز پر خصوصی نظم

نبوت کے چمن کی تازگی ختم نبوت میں ہے

پیام امن صلح و آشتی ختم نبوت ہے
نبوت کے چمن کی تازگی ختم نبوت ہے

وہ ناموس نبیؐ کے واسطے نعرہ بخاریؒ کا
جہاں میں گونج اسی آواز کی ختم نبوت ہے

شرف شیخ المشائخ کی امارت کا ملا جس کو
چلتی تحریک جو سب سے بڑی ختم نبوت ہے

وہ عالم یوسف لدھیانویؒ مشہور عالم میں
انہی سے ہی تو زیر رہبری ختم نبوت ہے

یہ انیس سال سے ٹکرا رہا زندیقیوں سے ہے
رہ باطل میں سیل راستی ختم نبوت ہے

اندھیرے چار سو بہروپے پھیلا رہے تھے یاں
ہوئی ہے جس سے ہر سو روشنی ختم نبوت ہے

ہوئے مغرور چیلے سب نبی باطل نبوت کے
تعاقب میں غنیم تیرگی ختم نبوت ہے

سبھی پر عالم اسلام کی خدمات روشن ہیں
مسلمان کے لئے کب اجنبی ختم نبوت ہے

جریدے خدمت دیں میں جو بھی مصروف ہیں ان میں
نمایاں کس قدر امسال بھی ختم نبوت ہے

مبارک کردیا فولاد کمزوروں کے ایمان کا
بظاہر دیکھنے میں کاغذی ختم نبوت ہے

ڈاکٹر مبارک بقاپوری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام

سولہویں سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوت کانفرنس برمنگھم

۵ اگست ۲۰۰۱ء بروز اتوار بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ ابیلگریو روڈ برمنگھم صبح ۹ تا شام ۷ بجے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا **خواجہ خان محمد** صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

- مسئلہ ختم نبوت
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام
- مسئلہ جہاد
- قادیانیت کے عقائد و عزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور اُن کی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور اُن کا تعاقب جاری رکھیں گے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت
35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9 9 ایچ زیڈ یوکے
فون: 0207-737-8199